

شکر کیا ہے

پاداشت کیا ہے



خادمِ اہلسنت

الفقیہ محمد شہزاد قادری ترائی



زادۂ عارفین

www.zawab-e-arafin.com

دین اسلام بہت پاکیزہ مذہب ہے اس کی حقانیت کی برکت سے لوگ اس مذہب میں داخل ہوتے ہیں کیوں نہ ہو اس مذہب کی جڑوں میں امام الانبیاء محبوب کبریٰ سرکارِ اعظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا پاکیزہ خون شامل ہے اس مذہب نے گمراہ انسانیت کو نورِ ہدایت سے سرفراز کیا اس مذہب کی شان یہ ہے یہ روزِ اوّل سے پھیلتا ہی جا رہا ہے یہ بات ہر کوئی جانتا ہے کہ جب حق پھیلتا ہے تو باطل کو بہت تکلیف ہوتی ہے، لہذا اسلام کو بدنام کرنے کیلئے کوئی حربہ ایسا نہیں کہ جو استعمال نہ کیا گیا ہو طرح طرح کے الزامات لگا کر مسلمانوں کو اور اسلام کو بدنام کرنے کی سازشیں جاری ہیں۔

اسی طرح اسلام کی خوشبو اور حق مسلک اہلسنت و جماعت کو بدنام اور ختم کرنے کیلئے بد مذہب روزانہ نئی سازشیں رچا رہے ہیں طرح طرح کے اعتراضات اور الزامات خصوصاً بدعتی اور مشرک جیسے الزامات لگا کر مسلمانوں میں انتشار پھیلاتے ہیں ہر ہفتے کوئی نہ کوئی پمفلٹ، کتابچے اور کتابوں کو شائع کر کے کروڑوں روپے خرچ کر کے باطل قوتیں یہ کام سرانجام دے رہی ہیں تاکہ مسلمانوں کے دلوں سے توحید کی آڑ میں سرکارِ اعظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم، صحابہ کرام علیہم الرضوان، اہل بیت اطہار، ائمہ مجتہدین اور اولیائے کرام رحمہم اللہ کی محبت کو کم کرنے اور ختم کرنے کی ناکام سازش کی جاری ہے اسی قسم کی ایک سازش حکیم عبدالحق جو کہ مسجد عائشہ خوشاب پنجاب کا خطیب ہے اُس نے کی، حکیم عبدالحق نے شرک کیا ہے اور بدعت کیا ہے؟ کے نام سے اُمت میں انتشار اور فساد برپا کرنے کیلئے ایک کتاب تحریر کی اس میں حکیم عبدالحق نے اسلامی عقائد کے نظریات کو بگاڑ کر پیش کیا اور اسلامی عقائد کے خلاف ہرزہ سرائی کی اور لغو اور بے بنیاد اعتراضات قائم کئے جو کہ حکیم عبدالحق کی جاہلیت پر دلالت کرتے ہیں۔ چنانچہ میں نے سوچا کہ مسلمانوں کے ایمان کی حفاظت کیلئے اس بے بنیاد اعتراضات کے قرآن و حدیث کی روشنی میں جواب دیئے جائیں لہذا اس کی کوشش کی گئی اور آپ کی خدمت میں حاضر ہے۔

اللہ تعالیٰ اس کتاب کو مسلمانوں کیلئے نافع بنائے اور اس کوشش کو اپنی بارگاہ میں قبول فرمائے۔ آمین ثم آمین

فقط والسلام

الفقیر محمد شہزاد قادری ترائی

انتساب

- ☆ میری یہ کتاب فخر کائنات، محسن انسانیت، شہنشاہ اعظم، سرکار اعظم، نور مجسم، رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے نام.....
- ☆ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے جانشین صحابہ کرام علیہم الرضوان کے نام.....
- ☆ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے اہل بیت اطہار علیہم الرضوان کے نام.....
- ☆ اپنے امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور تمام ائمہ مجتہدین کے نام.....
- ☆ حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور تمام اولیائے کاملین کے نام.....
- ☆ اعلیٰ حضرت محدث بریلی علیہ الرحمۃ اور میرے مرشد کے نام اور میری پیاری ماں کے نام۔

خادم الہست

الفقیر محمد شہزاد قادری ترائی

اپیل

اس کتاب میں مکمل کوشش کی گئی ہے کہ کسی مسئلہ میں غلطی نہ ہو لیکن بتقاضائے بشریت اگر کسی عبارت یا مسئلے میں غلطی ہو گئی ہو تو مؤلف کو مطلع کریں۔

مؤلف کا پتہ..... مکتبہ فیضان اشرف..... نزد شہید مسجد کھارادر کراچی

شُرک کیا ہے؟

نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم
اما بعد فاعوذ باللہ من الشیطن الرجیم
بسم اللہ الرحمن الرحیم

اللہ تعالیٰ مالکِ کونین و مکان ہے ہر چیز اس کے اختیار میں ہے، ہونے سے نہ ہونا اور نہ ہونے سے ہونا اُسی کے اختیار میں ہے وہ ہر شے پر قادر ہے تمام مخلوق اُس کی محتاج ہے وہ بے نیاز ہے جبکہ انسان نیاز مند ہے جس کو شاعر اس طرح قلم بند کرتا ہے ۔

یا رب جل جلالہ تیرے کرم کا در فیض بار ہے
بندوں کو ناز ہے کہ تو بندہ نواز ہے
بے چارگی کے وقت تو ہی چارہ ساز ہے
ہم تو نیاز مند ہیں تو بے نیاز ہے

عبادت کے لائق بھی وہی ہے رحیمی اور کریمی اُسی کو زیبا ہے بغیر باپ کے اولاد کو پیدا کر دے، بغیر ماں باپ کے اولاد کو پیدا کر دے
یہ اُسی کی شان کے لائق ہے ہر شے اُس کی پاکی بولتی ہے ہر چیز اُسی کے حکم کے تابع ہے اُس کی ذات و صفات میں کسی کو شریک کرنا
یا اُس جیسا معبودِ حقیقی جان کر کسی اور کی عبادت کرنا ظلمِ عظیم یعنی شرک ہے۔ شرک ایک ایسا گناہ ہے جو کسی صورت معاف نہیں
قرآن مجید اور احادیثِ کریمہ میں جگہ جگہ شرک کی مذمت بیان کی گئی ہے۔

القرآن..... **ان الشُرک لظلم عظیم** (پ ۲۱۔ سورۃ لقمان: ۱۳)
ترجمہ..... بے شک شرک بڑا ظلم ہے۔

القرآن..... **ان اللہ لا یغفر ان یشرک بہ و یغفر ما دُونَ ذَٰلِکَ لِمَن یشاء** (پ ۵۔ سورۃ نساء: ۴۸)
ترجمہ..... بے شک اللہ اسے نہیں بخشتا کہ اس کے ساتھ شرک (کفر) کیا جائے اور شرک (کفر) کے علاوہ جو کچھ ہے جسے چاہے
معاف کر دیتا ہے۔

القرآن..... **وَمَن یشرک بِاللّٰهِ فَقَدْ ضَلَّ ضَلٰلًا مَّ بَعِیدًا** (پ ۵۔ سورۃ نساء: ۱۱۶)
ترجمہ..... اور جو اللہ کا شریک ٹھہرائے وہ دور کی گمراہی میں پڑا۔

القرآن..... **وَمَن یشرک بِاللّٰهِ فَقَدْ افترٰی اِثْمًا عَظِیْمًا** (پ ۵۔ سورۃ نساء: ۴۸)
ترجمہ..... اور جس نے خدا کا شریک ٹھہرایا اُس نے بڑا گناہ کا طوفان پاندھا۔

محترم حضرات! آپ نے قرآن مجید کی چار آیات ملاحظہ فرمائیں جن میں اللہ تعالیٰ نے شرک کی مذمت ارشاد فرمائی ہے اور شرک کو سب سے بڑا گناہ ارشاد فرمایا گیا۔ اللہ تعالیٰ ہر گناہ کو بخش دے گا مگر شرک کو نہیں بخشے گا۔

مفسر قرآن حضرت علامہ پیر محمد کرم شاہ الازہری صاحب 'ان اللہ لا یغفر ان یشرک بہ' کی تفسیر کے تحت محقق علماء کے حوالے سے تحریر فرماتے ہیں کہ شرک کے تین درجے ہیں اور تینوں حرام ہیں۔

شرک فی الالوہیت..... اللہ تعالیٰ ذات کے علاوہ کسی اور کو مستحق عبادت ماننا، یہ شرک اعظم اور شرک اکبر ہے مگر الحمد للہ تمام اہل ایمان اس سے بُری ہیں۔

شرک فی الفعل..... اللہ تعالیٰ کی ذات کے علاوہ کسی اور کو فعل کے واقع کرنے میں مستقل جاننا، یعنی یہ یقین کرنا کہ یہ خود بخود اس فعل کو کر رہا ہے اللہ تعالیٰ کی مشیت، ارادہ اور قدرت کا اس میں کوئی عمل دخل نہیں جبکہ وہ اس فاعل کو مستحق عبادت نہ سمجھتا ہو، یہ بھی حرام ہے۔ تاہم اس کا درجہ پہلے سے کم ہے اس شرک سے بھی اہل ایمان پاک ہیں۔

شرک فی العبادت..... عبادت تو بظاہر اللہ تعالیٰ کی مگر نیت اور مقصد لوگوں کو خوش کرنا ہو جیسے ریا کاری ہے اس شرک میں بہت سارے لوگ مبتلا ہوتے ہیں۔ یہ اُمت شرک اکبر سے تو پاک ہے مگر ریا کاری وغیرہ کا گناہ عام پایا جاتا ہے۔ یعنی اللہ تعالیٰ کی ذات یا صفات میں مخلوق کو شریک ٹھہرانے کا نام شرک ہے۔

☆ شرک جلی، جسے شرک اعظم اور شرک اکبر ہی کہتے ہیں۔ جو آدمی بھی اس شرک کا ارتکاب کرتا ہے، اس کی مغفرت نہیں ہوگی۔

☆ شرک خفی، جسے شرک اصغر بھی کہتے ہیں۔ جیسے اعمال میں دکھلاوا یعنی ریا کاری وغیرہ۔

اللہ تعالیٰ کی ذاتِ پاک کو اُس کی ذات اور صفات میں شریک سے پاک ماننا یعنی جیسا اللہ تعالیٰ ہے ویسا ہم کسی کو اللہ تعالیٰ نہ مانیں۔ اگر کوئی اللہ تعالیٰ کے ہوتے ہوئے کسی دوسرے کو اللہ تعالیٰ تصور کرتا ہے تو وہ ذاتِ باری تعالیٰ میں شرک کرتا ہے۔

شرک کسے کہتے ہیں؟

علامہ تفتازانی علیہ الرحمۃ اپنی کتاب شرح عقائدِ نفسی میں شرک کی تعریف اس طرح فرماتے ہیں، کسی کو شریک ٹھہرانے سے مراد یہ ہے کہ مجوسیوں کی طرح کسی کو الہ (خدا) اور واجب الوجود سمجھا جائے یا بت پرستوں کی طرح کسی کو عبادت کے لائق سمجھا جائے۔ شرک کی تعریف سے معلوم ہوا کہ دو خداؤں کے ماننے والے جیسے مجوسی (آگ پرست) مشرک ہیں اسی طرح کسی کو خدا کے سوا عبادت کے لائق سمجھنے والا مشرک ہوگا جیسے بت پرست جو بتوں کو مستحق عبادت سمجھتے ہیں۔

مشرکین کا عقیدہ

یہ درست ہے کہ مشرکوں نے اپنے باطل معبودوں کو مخلوق مانا لیکن جب مان لیا تو اُن کو تسلیم کرنا چاہئے تھا کہ مخلوق خالق کی محتاج ہے اور خالق کے وجود کے بغیر مخلوق کا وجود نہیں ہو سکتا اور مخلوق جس طرح پیدائش میں خالق کی محتاج ہے اسی طرح موت کیلئے بھی اسی کی محتاج ہے یہ عقیدہ ضروری تھا لیکن ان مشرکوں نے کہا! یہ ٹھیک ہے کہ ان کو اللہ تعالیٰ نے پیدا کیا لیکن پیدا کرنے کے بعد اُن کو الوہیت دے دی لہذا اب اللہ تعالیٰ کوئی کام نہ کرے اور یہ کرنا چاہیں تو کر سکتے ہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اب ان کو اپنے حکم میں نہیں رکھا اور استقلال کی صفت ان کو دے دی کہ میرا حکم نہ بھی ہو تو تم کام کر سکتے ہو یہ ان جاہلوں مشرکوں کا عقیدہ تھا حالانکہ ان کو سمجھنا چاہئے تھا کہ جو چیز مخلوق ہے وہ مستقل نہیں ہو سکتی۔

شُرک کی تین قسمیں ہیں:-

(۱) شُرک فی العبادت (۲) شُرک فی الذات (۳) شُرک فی الصفات۔

شُرک فی العبادت..... شُرک فی العبادت سے مراد ہے کہ اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی اور کو مستحق عبادت سمجھا جائے۔

شُرک فی الذات..... شُرک فی الذات سے مراد ہے کہ کسی ذات کو اللہ تعالیٰ جیسا ماننا جیسا کہ مجوسی دُخداؤں کو مانتے تھے۔

شُرک فی الصفات..... کسی ذات و شخصیت وغیرہ میں اللہ تعالیٰ جیسی صفات ماننا شُرک فی الصفات کہلاتا ہے۔

چنانچہ اللہ تعالیٰ جیسی صفات کسی نبی (علیہ السلام) میں مانی جائیں یا کسی ولی (علیہ الرحمۃ) میں تسلیم کی جائیں، کسی زندہ میں مانی جائیں یا فوت شدہ میں، کسی قریب والے میں تسلیم کی جائیں یا دور والے میں، شُرک ہر صورت میں شُرک ہی رہے گا جو ناقابل معافی جرم اور عظیم ہے۔

شیطان شُرک فی الصفات کی حقیقت کو سمجھنے سے روکتا ہے اور یہاں اُمت میں وسوسہ پیدا کرتا ہے لہذا قرآن مجید کی آیات سے اس کو سمجھتے ہیں۔

۱..... اللہ تعالیٰ رؤف اور رحیم ہے ﴿

القرآن..... ان الله بالناس لرؤف رحيم (سورۃ بقرہ: ۱۲۳)

ترجمہ..... بے شک اللہ تعالیٰ لوگوں پر رؤف اور رحیم ہے۔

☆ سرکارِ اعظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بھی رؤف اور رحیم ہیں ﴿

القرآن..... لقد جاءكم رسول من انفسكم عزيز عليه ما عنتم حريص عليكم بالمؤمنين رؤف رحيم

ترجمہ..... بے شک تمہارے پاس تشریف لائے تم میں سے وہ رسول جن پر تمہارا مشقت میں پڑنا گراں (بھاری) ہے تمہاری بھلائی کے نہایت چاہنے والے، مومنوں پر رؤف اور رحیم ہیں۔ (پ۱۰- سورۃ توبہ: ۱۲۸)

پہلی آیت پر غور کریں تو سوال پیدا ہوتا ہے کہ رؤف اور رحیم اللہ تعالیٰ کی صفات ہیں پھر دوسری آیت میں سرکارِ اعظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو رؤف اور رحیم فرمایا گیا تو کیا یہ شُرک ہو گیا؟ اس میں تطبیق یوں قائم ہوگی کہ اللہ تعالیٰ حقیقی طور پر رؤف اور رحیم ہے جبکہ سرکارِ اعظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کی عطا سے رؤف اور رحیم ہیں لہذا جہاں ذاتی اور عطائی کا فرق واضح ہو جائے وہاں شُرک کا حکم نہیں لگتا۔

۲..... علم غیب اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کے پاس نہیں ﴿

القرآن..... **قل لا یعلم من فی السموات والارض الغیب الا اللہ ط** (پ ۲۹- سورۃ نمل: ۶۵)

ترجمہ..... تم فرماؤ اللہ کے سوا غیب نہیں جانتے جو کوئی آسمانوں اور زمین میں ہیں۔

☆ رسولوں کو بھی علم غیب عطا کیا گیا ﴿

القرآن..... **علم الغیب فلا یشہر علی غیبہ احدا الا من ارتضیٰ من رسول** (پ ۲۹- سورۃ جن: ۲۷، ۲۶)

ترجمہ..... غیب کا جاننے والا اپنے غیب پر صرف اپنے پسندیدہ رسولوں ہی کو آگاہ فرماتا ہے ہر کسی کو (یہ علم) نہیں دیتا۔

پہلی آیت سے ثابت ہوا کہ علم غیب اللہ تعالیٰ کی صفت ہے مگر دوسری آیت سے معلوم ہوا کہ علم غیب اللہ تعالیٰ نے اپنے پسندیدہ رسولوں کو بھی عطا کیا ہے تو کیا یہ شرک ہو گیا؟

اس میں تطبیق یوں قائم ہوگی کہ اللہ تعالیٰ ذاتی طور پر عالم الغیب ہے جبکہ اللہ تعالیٰ کے تمام رسولوں کو اللہ تعالیٰ کی عطا سے علم غیب پر آگاہی حاصل ہے لہذا جہاں ذاتی اور عطائی کا فرق واضح ہو جائے وہاں شرک کا حکم نہیں لگتا۔

۳..... مددگار صرف اللہ تعالیٰ ہے ﴿

القرآن..... **ذلک بان اللہ مولیٰ الذین امنوا** (پ ۲۶- سورۃ محمد: ۱۱)

ترجمہ..... یہ اس لئے کہ مسلمانوں کا مددگار اللہ ہے۔

☆ جبریل علیہ السلام اور اولیاء اللہ رحمہم اللہ بھی مددگار ہیں ﴿

القرآن..... **فان اللہ هو مولہ وجبریل وصالح المؤمنین ج** (پ ۲۶- سورۃ تحریم: ۴)

ترجمہ..... بے شک اللہ اُن کا مددگار ہے اور جبریل اور نیک مومنین مددگار ہیں۔

پہلی آیت پر غور کریں تو یہ سوال پیدا ہوگا کہ مدد کرنا اللہ تعالیٰ کی صفت ہے پھر دوسری آیت میں حضرت جبریل علیہ السلام اور اولیاء اللہ رحمہم اللہ کو مددگار فرمایا تو کیا یہ شرک ہو گیا؟

اس میں تطبیق یوں قائم ہوگی کہ اللہ تعالیٰ حقیقی مددگار ہے اور جبریل علیہ السلام اور اولیاء اللہ رحمہم اللہ تعالیٰ کی عطا سے مددگار ہیں جو ذات باری تعالیٰ عطا فرما رہی ہے اُس میں اور جس کو عطا کیا جا رہا ہے اُن حضرات قدسیہ میں برابری کا تصور محال ہے اور

جب برابری ہی نہیں تو شرک کہاں رہا؟

۴..... عزت ساری اللہ تعالیٰ کیلئے ہے ﴿

القرآن..... **ان العزة لله جميعا** (پ ۱۱۔ سورہ یونس: ۶۵)

ترجمہ..... بے شک ساری عزت اللہ کیلئے ہے۔

☆ رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور مومن بھی عزت والے ہیں ﴿

القرآن..... **والله العزة و لرسوله و للمؤمنين و لكن المنافقين لا يعلمون** (پ ۲۸۔ سورہ منافقون: ۸)

ترجمہ..... اور عزت تو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) اور مسلمانوں کیلئے ہے مگر منافقوں کو خبر نہیں۔

پہلی آیت میں ہے کہ ساری عزت اللہ تعالیٰ کیلئے ہے پھر دوسری آیت میں سرکارِ اعظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور مسلمانوں کو بھی عزت والا قرار دیا گیا تو کیا یہ شرک ہو گیا؟

اس میں تطبیق یوں قائم ہوگی کہ اللہ تعالیٰ کو کسی نے عزت عطا نہیں کی مگر سرکارِ اعظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور مومنین اللہ تعالیٰ کی عطا سے عزت والے ہیں لہذا معلوم ہوا کہ دونوں عزتوں میں برابری نہیں اور جب برابری نہیں تو شرک بھی نہ ہوا۔

۵..... اللہ تعالیٰ علم والا ہے ﴿

القرآن..... **والله واسع عليم** (پ ۶۔ سورہ مائدہ: ۵۴)

ترجمہ..... اور اللہ وسعت والا علم والا ہے۔

☆ ولی بھی علم والا ہے ﴿

القرآن..... **قال الذي عنده علم من الكتاب** (پ ۱۹۔ سورہ نمل: ۴۰)

ترجمہ..... (آصف بن برخیا نے) کہا جن کے پاس کتاب کا علم تھا۔

پہلی آیت سے معلوم ہوا کہ علم اللہ تعالیٰ کی صفت ہے اور پھر دوسری آیت میں اس صفت کو حضرت آصف بن برخیا رضی اللہ تعالیٰ عنہ کیلئے بھی ثابت کیا گیا دونوں میں تطبیق یوں قائم ہوگی کہ اللہ تعالیٰ کا علم ذاتی ہے اور حضرت آصف بن برخیا رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اللہ تعالیٰ نے علم عطا فرمایا تھا لہذا معلوم ہوا کہ دونوں علوم میں برابری نہیں اور جب برابری نہیں تو پھر شرک بھی نہ ہوا۔

۶..... بغیر اللہ تعالیٰ کی اجازت کے کون ہے جو شفاعت کرے ﴿

القرآن..... **من الذی یشفع عنده الا باذنہ** (پ ۳- سورہ بقرہ- آیہ الکرسی)

ترجمہ..... کون ہے جو شفاعت کرے بغیر اذن خداوندی کے۔

☆ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا اللہ تعالیٰ کے حکم سے شفا دینا ﴿

القرآن..... **وابریئ الاکمه والابرص واحی الموتی باذن اللہ** (پ ۳- سورہ آل عمران: ۴۹)

ترجمہ..... اور میں اچھا کرتا ہوں اندھے اور کوڑھی کو اور مُردے زندہ کرتا ہوں اللہ کے حکم سے۔

پہلی آیت سے معلوم ہوا کہ بغیر اللہ تعالیٰ کی عطا کے کسی کیلئے شفاعت کا عقیدہ رکھنا شرک ہے مگر اللہ تعالیٰ کی عطا سے شفاعت کا عقیدہ رکھنا توحید ہے اسی طرح دوسری آیت سے معلوم ہوا کہ مُردوں کو چلانا، شفا دینا یہ اللہ تعالیٰ کی صفات ہیں مگر اللہ تعالیٰ کسی کو عطا کر دے تو اس کے خزانے میں کوئی کمی نہیں لہذا اہل اللہ کے متعلق یہ عقیدہ رکھنا کہ وہ اللہ تعالیٰ کی عطا سے مُردوں کو چلا سکتے ہیں یہ شرک نہیں ہے کیونکہ ذاتی اور عطائی کام برابر نہیں ہو سکتے اور جب برابری نہیں تو شرک بھی نہ ہوا۔

۷..... اللہ تعالیٰ جسے چاہے اولاد دے ﴿

القرآن..... **یہب لمن یشاء اناثا ویہب لمن یشاء الذکور** (پ ۲۵- سورہ شوری: ۴۹)

ترجمہ..... اللہ جسے چاہے بیٹیاں عطا فرمائے اور جسے چاہے بیٹے دے۔

☆ حضرت جبریل علیہ السلام نے کہا میں تجھے بیٹا دوں ﴿

القرآن..... **قال انما انا رسول ربک لاهب لك غلما زکيا** (پ ۱۶- سورہ مریم: ۱۹)

ترجمہ..... (حضرت جبریل امین نے نبی بی بی مریم سے کہا) کہا میں تیرے رب کا بھیجا ہوا ہوں تاکہ میں تجھے ایک سُتھرا بیٹا دوں۔

پہلی آیت میں ہے کہ اولاد صرف اللہ تعالیٰ عطا فرماتا ہے مگر اس کے برعکس حضرت جبریل علیہ السلام حضرت مریم سے فرماتے ہیں کہ میں تجھے ایک سُتھرا بیٹا دوں تو کیا یہ شرک ہو گیا؟

اس میں تطبیق یوں قائم ہوگی کہ اللہ تعالیٰ خود اولاد عطا فرماتا ہے اور جبریل علیہ السلام اللہ تعالیٰ کی عطا سے نبی بی بی مریم کو بیٹا دے رہے ہیں لہذا ان آیات میں بھی برابری کا کوئی پہلو نہیں کیونکہ ذاتی اور عطائی برابر نہیں ہو سکتے جب برابری نہیں پائی گئی تو شرک بھی نہ ہوا۔

۸..... اللہ تعالیٰ موت دیتا ہے ﴿

القرآن..... **اللہ یتوفی الانفس** (پ ۲۳۔ سورہ زمر: ۴۲)

ترجمہ..... اللہ جانوں کو موت دیتا ہے (روح قبض کرتا ہے)۔

☆ تمہیں موت دیتا ہے موت کا فرشتہ ﴿

القرآن..... **قل یتوفکم ملک الموت الذی و کل بکم** (پ ۲۱۔ سورہ سجدہ: ۱۱)

ترجمہ..... تم فرماؤ تمہیں وفات دیتا ہے موت کا فرشتہ جو تم پر مقرر ہے۔

پہلی آیت میں ہے کہ اللہ تعالیٰ موت دیتا ہے مگر اس کے برعکس دوسری آیت میں ہے کہ تمہیں موت کا فرشتہ موت دیتا ہے تو کیا شرک ہو گیا؟

اس میں تطبیق یوں قائم ہوگی کہ اللہ تعالیٰ موت دینے میں کسی کا محتاج نہیں مگر ملک الموت روح قبض کرنے میں اللہ تعالیٰ کے حکم کے محتاج ہیں لہذا اس میں بھی برابری نہیں پائی گئی چونکہ برابری نہیں اس لئے شرک بھی نہ ہوا۔

۹..... اللہ تعالیٰ سب کچھ کر سکتا ہے ﴿

القرآن..... **ان اللہ علیٰ کل شیء قدير** (پ ۱۔ سورہ بقرہ: ۲۵)

ترجمہ..... بے شک اللہ سب کچھ کر سکتا ہے۔

☆ اللہ تعالیٰ اپنا فضل جسے چاہتا ہے عطا فرماتا ہے ﴿

القرآن..... **ان الفضل بيد اللہ يؤتيه من يشاء واللہ ذو الفضل العظيم** (پ ۲۷۔ سورہ حدید: ۲۱)

ترجمہ..... بے شک سارا فضل اللہ کے دست قدرت میں ہے جسے چاہتا ہے عطا فرماتا ہے اور اللہ بڑے فضل والا ہے۔

پہلی آیت میں ہے کہ سب کچھ اللہ تعالیٰ کر سکتا ہے یعنی اللہ تعالیٰ ذاتی طور پر سب کچھ کر سکتا ہے مگر اس کے بعد دوسری آیت میں ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنا فضل جسے چاہتا ہے عطا فرماتا ہے اہل اسلام پر شرک کے فتوے لگانے والوں کا اس آیت میں رد کیا گیا ہے اور بیان کیا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ جسے چاہتا ہے اپنا فضل عطا فرماتا ہے لہذا اس آیت سے بھی ذاتی اور عطائی کا فرق واضح ہو گیا۔

۱۰..... اللہ تعالیٰ مولانا ہے ﴿

القرآن..... **واعف عنا** وقفہ **واغفر لنا** وقفہ **وارحمنا** وقفہ **انت مولانا فانصرنا على القوم الكافرين**

ترجمہ..... اور ہمیں معاف فرما دے اور بخش دے اور ہم پر رحم کر تو ہمارا مولیٰ ہے تو کافروں پر ہمیں مدد دے۔

(پ ۳۔ سورہ بقرہ۔ آخری آیت)

☆ بندوں کو بھی مولانا کہا جاسکتا ہے ﴿

پہلی آیت میں قرآن مجید نے اللہ تعالیٰ کو مولانا کہا اور ہر گلی میں آج کل مولانا پھرتے ہیں تو اللہ تعالیٰ بھی مولانا اور اُس کے بندے بھی مولانا ہیں تو کیا یہ شرک ہو گیا؟

اس میں تطبیق یوں قائم ہوگی کہ اللہ تعالیٰ حقیقی مولانا ہے یعنی مولیٰ ہے اور بندے اُس کی عطا سے مولانا ہیں لہذا برابری ختم ہو گئی اور جب برابری ختم ہو گئی تو شرک بھی نہ ہوا۔

۱۱..... اللہ تعالیٰ زندہ ہے ﴿

القرآن..... **اللہ لا الہ الا هو لا الحی القيوم** ۵ (آیۃ الکرسی)

ترجمہ..... اللہ ہے جس کے سوا کسی کی پوجا نہیں آپ زندہ اوروں کا قائم رکھنے والا۔

☆ بندے بھی زندہ ہیں ﴿

اللہ تعالیٰ کی حیات پر تو سب کا ایمان ہے اور جن لوگوں کو اللہ تعالیٰ نے صفتِ حیات دی ہے وہ سب اس صفت کے حامل ہیں۔ پس ہم نے اپنے لئے بھی حیات کی صفت کو جانا اور اللہ تعالیٰ کیلئے بھی صفتِ حیات کو مانا۔ اسکی وجہ یہ ہے کہ جو حیات ہم اللہ تعالیٰ کیلئے مانتے ہیں وہ حیات نہ ہم اپنے لئے مانتے ہیں نہ کسی اور کیلئے کیونکہ اللہ تعالیٰ ہمیں زندگی دینے والا ہے، اللہ تعالیٰ کو کوئی حیات دینے والا نہیں۔ ہماری حیات عارضی ہے اُس کی دی ہوئی ہے محدود اور فانی ہے، جبکہ اللہ تعالیٰ کی حیات عارضی نہیں عطا کی نہیں اور محدود بھی نہیں۔ اللہ تعالیٰ کی حیات باقی ہے اور ہماری فانی ہے۔ لہذا ہماری حیات اور اللہ تعالیٰ کی حیات برابر نہیں۔ جب برابری نہیں تو شرک بھی نہ ہوا۔

۱۲..... اللہ تعالیٰ سنتاد دیکھتا ہے ﴿

القرآن..... **وان الله سمیع** م **بصیر** (پ ۱۷- سورہ حج: ۶۱)

ترجمہ..... اور اس لئے کہ اللہ سنتاد دیکھتا ہے۔

☆ بندے بھی سنتے اور دیکھتے ہیں ﴿

اللہ تعالیٰ سننے اور دیکھنے والا یعنی سمیع و بصیر ہے اور فرماتا ہے کہ ہم نے انسان کو بھی سمیع و بصیر بنایا حالانکہ سمیع و بصیر ہونا اللہ تعالیٰ کی صفت ہے۔ اللہ تعالیٰ بھی سمیع و بصیر اور انسان بھی سمیع و بصیر تو کیا شرک ہو گیا؟

اللہ تعالیٰ کی صفت سمیع و بصیر اس کی ذاتی صفت ہے اور ہمارا سننا اور دیکھنا اللہ تعالیٰ کی عطا سے ہے لہذا جہاں ذاتی و عطائی کا فرق ہو جائے وہاں شرک نہیں ہو سکتا۔

۱۳..... اللہ تعالیٰ علم والا ہے ﴿

القرآن..... **ان الله علیم** **خبیر** (پ ۲۶- سورہ حجرات: ۱۳)

ترجمہ..... بے شک اللہ علم والا خبر دار ہے۔

☆ بندے بھی علم والے ہیں ﴿

علم اللہ تعالیٰ کی صفت ہے اگر ہم کسی دوسرے کیلئے علم ثابت کر دیں تو کیا یہ شرک ہو گیا؟ تو اس کا جواب یہ ہے کہ جو علم اللہ تعالیٰ کا ہے وہ بندے کا نہیں۔ اللہ تعالیٰ کا علم ذاتی ہے، ہمارا علم اُس کا عطا کردہ ہے لہذا جہاں ذاتی و عطائی کا فرق واضح ہو جائے وہاں شرک کا قلع قمع ہو جاتا ہے۔

لہذا واضح ہو گیا کہ ہر چیز میں ذاتی اور عطائی کا ہونا شرک نہیں ہے۔

| | | |
|---|---|---|
| ☆ | سرکارِ اعظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا علم غیب عطائی ہے | اللہ تعالیٰ کا علم غیب ذاتی ہے |
| ☆ | سرکارِ اعظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نورانیت عطائی ہے | اللہ تعالیٰ کا نور ذاتی ہے |
| ☆ | انبیائے کرام علیہم السلام اور اولیائے کرام رحمہم اللہ اللہ تعالیٰ کی عطا سے مددگار ہیں | اللہ تعالیٰ حقیقی مددگار ہے |
| ☆ | سرکارِ اعظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کی عطا سے رؤف اور رحیم ہیں | اللہ تعالیٰ حقیقی رؤف اور رحیم ہے |
| ☆ | سرکارِ اعظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کی عطا سے مختارِ کل ہیں | اللہ تعالیٰ حقیقی مختارِ کل ہے |
| ☆ | سرکارِ اعظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم، انبیائے کرام علیہم السلام اور اولیائے کرام رحمہم اللہ اللہ تعالیٰ کی عطا سے بعد از وصال زندہ ہیں | اللہ تعالیٰ ذاتی طور پر زندہ ہے |
| ☆ | انبیائے کرام علیہم السلام اور اولیائے کرام رحمہم اللہ اللہ تعالیٰ کی عطا سے مردوں کو زندہ کرتے ہیں | اللہ تعالیٰ بذاتِ خود مردوں کو زندہ کرتا ہے |
| ☆ | ہم انبیائے کرام علیہم السلام اور اولیائے کرام رحمہم اللہ کو اللہ تعالیٰ کی عطا سے صاحبِ اختیارات مانتے ہیں | مشرکین بتوں کو صاحبِ اختیارات مانتے تھے |
| ☆ | ہم اللہ تعالیٰ کے نیک بندوں کو اللہ تعالیٰ کے مقرب بندے مان کر اُن کو اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں وسیلہ بناتے ہیں | مشرکین بتوں کو اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں سفارشی مانتے تھے |
| | ہم اللہ تعالیٰ کے نیک بندوں کو اللہ تعالیٰ کے خاص بندے مانتے ہیں | مشرکین بتوں کو اپنا معبود مانتے تھے |

پورے کلام کا نتیجہ یہ نکلا کہ اسلامی عقائد اور مشرکین کے عقائد میں کہیں برابری نہیں پائی جاتی جب برابری نہیں تو پھر شرک بھی نہ ہوا لہذا مسلمانوں کے عقائد کو مشرکین کے عقائد سے ملانا ظلم ہے۔

الوہیت عطائی نہیں ہو سکتی

اللہ تعالیٰ سب کچھ دے سکتا ہے مگر الوہیت نہیں دے سکتا کیونکہ الوہیت مستقل ہے اور عطائی چیز مستقل نہیں ہو سکتی۔ الوہیت استقلال ہی کے معنی میں ہے لیکن مشرکین کا تصور یہ تھا انہوں نے کہا کہ لات و منات (جو کہ بت تھے) وغیرہ ایسے زاہد و عابد لوگ تھے کہ اللہ تعالیٰ نے کہا تمہاری عبادت کمال کو پہنچ گئی میں تم پر یہ عنایت کرتا ہوں کہ تم آزاد ہو، میں تم پر نہ کچھ فرض کرتا ہوں اور نہ کوئی پابندی لگاتا ہوں۔ پس اس طرح انہوں نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے ہمارے تمام معبودوں کو الوہیت دے دی۔

جس شخص کا یہ عقیدہ ہو کہ اللہ تعالیٰ نے کسی کو وصف الوہیت عطا فرما دیا ہے وہ مُشرک اور مُلحد ہے۔ مشرکین اور مومنین کے مابین بنیادی فرق یہی ہے کہ وہ غیر اللہ کیلئے عطائے الوہیت کے قائل تھے اور مومنین کسی مقرب سے مقرب ترین حتیٰ کہ سرکارِ اعظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے حق میں بھی الوہیت اور غنائے ذاتی کے قائل نہیں۔

إله حاجت رواہ ہے مگر ہر حاجت رواہ إله نہیں

ہر لفظ کا ایک معنی حقیقی ہوتا ہے ایک معنی مجازی ہوتا ہے جب تک حقیقی معنی مشکل نہ ہو جائے جب تک مجازی معنی کی طرف رُخ نہ کریں یعنی کوئی اگر ایسی صورت سامنے آجائے کہ حقیقت لغوی یا عرفی مراد نہ لی جاسکے یا اس کے خلاف مراد لینے پر کوئی قرینہ دلالت کرے اُس وقت مجازی معنی مراد لیا جائے گا اور مجازی معنی کو حقیقی معنی قرار نہیں دیا جائے گا۔ یعنی إله بول کر حاجت روا، یا پناہ دہندہ یا اختیارات و طاقتوں کا مالک یا ساری خلق کا مشتاق الیہ (جس کی طرف مخلوق کا رُحجان ہو) سمجھنا اُسی طرح غلط ہے جس طرح حاجت روا بول کر یا پناہ دہندہ بول کر یا مشتاق الیہ بول کر إله مراد لینا جائز ہے۔

ہاں یہ بات الگ ہے کہ جو إله ہوگا وہ حاجت روا بھی ہوگا اور اختیارات و توانائیوں کا مالک بھی ہوگا ساری مخلوق کا مشتاق الیہ بھی ہوگا لیکن یہ نتیجہ نکالنا صحیح نہیں کہ جس کو ہم حاجت روا کہیں یا پناہ دہندہ کہیں وہ إله ہی ہوگا۔

ایک اعتراض اور اس کا جواب

ایک اعتراض عام طور پر یہ کیا جاتا ہے، عبادت کا تصور اسی وقت پیدا ہو سکتا ہے جب کوئی حاجت پیش آئے اور حاجت روا کو ڈھونڈا جائے یا سکون کیلئے سکون بخش ہو یا پناہ طلب کرنے پر پناہ دہندہ (پناہ دینے والا) ملے اُسی کو الہ مانا جاتا ہے اور یہ سب باتیں مافوق الاسباب ہوں یعنی حاجت روا کی حاجت روائی کا معاملہ محتاج کے علم و حواس سے باہر ہو تو اس وقت اس کو الہ کہیں گے اور جو معاملات ماتحت الاسباب ہوں یعنی حاجت روا کی حاجت روائی کا سارا معاملہ محتاج کے علم و حواس کے اندر ہو تو اس وقت الہ نہیں مانا جائے گا۔ تو اگر کوئی شخص اس نظریے کے تحت کسی فرد کے اندر حاجت روائی (حاجت کو پورا کرنا) پناہ دہندگی (پناہ دینا) سکون بخشی (سکون بخشا) یا اختیار اور طاقتوں کا مالک اور تمام انسانوں کا مشتاق الہ (اسکی طرف مائل ہونے کا) ہونے کا اعتقاد رکھے گویا یہ نظریہ اس کی عبادت کی طرف ابھارتا ہے حالانکہ یہ بات غلط ہے یہ صرف ایک امکائی (ممکنہ) صورت ہو سکتی ہے بلکہ واقعات یوں ہوتا ہے کہ کوئی شخص کسی کو حاجت روا یا مشکل کشا یا پناہ دہندہ وغیرہ سمجھتا ہے بلکہ یقین رکھتا ہے تو بھی اس کے دل میں اس کی عبادت کا نہ کوئی جذبہ ابھرتا ہے نہ وہ اس کو معبود مانتا ہے۔ الحاصل جیسا کہ پہلے ذکر کیا کہ حاجت روائی، لازم الوہیت ہے نہ کہ الوہیت لازم حاجت روائی یعنی اللہ تعالیٰ حاجتیں پوری کرنے والا ہے مگر ہر وہ جو حاجت پوری کرنے والا ہے وہ اللہ تعالیٰ نہیں یعنی کوئی بھی شخص حاجت پوری کر دے اس کو اللہ تعالیٰ نہیں کہیں گے ہاں مگر اللہ تعالیٰ بالذات حاجتیں پوری فرماتا ہے جبکہ دوسرے اللہ تعالیٰ کی عطا سے حاجت پوری کرتے ہیں۔ یہاں بھی ذاتی اور عطائی کا فرق واضح ہے۔

یہاں اعتراض سے دو باتیں سامنے آتی ہیں ایک مافوق الاسباب اور دوسری ماتحت الاسباب۔ اب اس کا معنی بیان کیا جاتا ہے۔

ما فوق الاسباب کے معنی حاجت روا کی حاجت روائی کا سارا معاملہ محتاج کے علم و حواس سے باہر ہو اور تحت الاسباب سے مراد حاجت روا کی حاجت روائی کا معاملہ محتاج کے علم و حواس کے اندر ہو۔

ما فوق الاسباب کو ما فوق الادراک بھی کہا گیا (جو سمجھ سے باہر ہو) ماتحت الاسباب کو ماتحت الادراک بھی کہا جاتا ہے (جو سمجھ کے اندر ہو)۔

قرآن مجید میں جہاں جہاں پر اللہ تعالیٰ کی مدد کے متعلق آیا ہے وہاں پر کہیں بھی اس کی تخصیص نہیں کی گئی کہ یہ ما فوق الاسباب یا ماتحت الاسباب ہے۔ یعنی یہ سمجھ کے اندر ہے یا سمجھ کے باہر ہے۔

قرآن مجید نے بعض ایسی شخصیتوں کے حاجت روا ہونے کی وضاحت کی ہے جو اپنے محتاج کے نزدیک ما فوق الادراک (جو سمجھ کے باہر ہوں) توانائیوں کے مالک تھے تو پھر الہی توانائیوں اور غیر الہی توانائیوں کے درمیان فوق الادراک یا تحت الادراک کی تحقیق صحیح نہیں ہے۔ بلکہ آسان واضح اور مناسب صورت اس کی یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ حقیقی حاجت روا ہے اس کی توانائیاں ذاتی ہیں کسی کی مرہون منت نہیں ہیں جبکہ ماسوا اللہ تعالیٰ کی حاجت روائی درحقیقت اسی ہی کی حاجت روائی ہے اس لئے سب اہل اللہ اسی ہی کی عطا کردہ توانائیوں سے حاجت روائی کرتے ہیں ہاں ذرائع مختلف ہیں یعنی مخلوق کی حاجت روائی چاہے وہ فوق الادراک ہو (سمجھ سے باہر ہو) یا تحت الادراک (سمجھ کے اندر ہو) سب کی سب عطائی توانائیوں کی مرہون منت ہے۔

اب بغیر کسی تمہید کے ہم عرض کر دیتے ہیں کہ انبیاء کرام و اولیاء کرام کی حاجت روائی کا سارا عمل چاہے ہماری سمجھ کے اندر ہو یا باہر خود اسباب اور علتوں کے تحت ہے انکی حاجت روائی کا کوئی معاملہ فوق الاسباب (سمجھ سے باہر) نہیں ہے کیونکہ دنیا عالم اسباب ہے اور جو کچھ ہو رہا ہے جس کے ذریعے سے ہو رہا ہے سب کچھ تحت الاسباب ہے اور سب کا خالق و مختار رب الاسباب ہے تو ہم جن صفات کو انبیاء کرام علیہم السلام اور اولیاء اللہ رحمہم اللہ کیلئے ثابت مانتے ہیں ان کا ان میں نہ ماننا یا اس پر شرک کا فتویٰ لگانا یہ خود ذات و صفات الہیہ کو سمجھنے سے قاصر (دور) رہنے کا نتیجہ ہے۔

استحقاق عبادت (عبادت کا مستحق ہونا) یا وجوب کو الوہیت کہتے ہیں جو ذات مستحق عبادت ہوگی، اس کا واجب الوجود ہونا ضروری ہے اسی طرح واجب الوجود کیلئے مستحق عبادت ہونا ضروری ہے۔

مشرکین کی بیوقوفی ہے کہ وہ اپنے بتوں اور معبودوں کو ممکن الوجود مان کر معبود اور مستحق عبادت سمجھتے ہیں۔ (از کتاب اشرف الرسائل)

عبادت

غایت تعظیم اور انتہا تدلل کو عبادت کہتے ہیں جس کی اصل یہ ہے کہ عبادت کرنے والا جس کی عبادت کرتا ہے اس کیلئے ذاتی اور مستقل صفت مانتا ہے جس میں کسی کی قدرت و مشیت کو کسی قسم کا کوئی دخل نہ ہو۔

اصل عبادت اسی اعتقاد کو کہتے ہیں اس اعتقاد کے ساتھ کسی کی اطاعت و محبت یا اس کیلئے کوئی عمل کرنا اس کی عبادت ہے۔ بغیر عمل کے کسی کیلئے صرف اعتقاد کا ہونا بھی عبادت قرار پائے گا۔

استعانت

الوہیت اور عبادت کے معنی واضح ہونے کے بعد استعانت (مدد) کا معنی خود بخود سمجھ میں آجائے گا اور وہ یہ کہ کسی کیلئے عون کی ایسی صفت مستقلہ مان کر جو مقہوریت اور مغلوبیت سے بالاتر ہو تو اس سے طلب عون کو استعانت صرف معبود حقیقی کی شان کے لائق ہے لہذا مستعان وہی ہو سکتا ہے اس کے غیر سے استعانت دراصل اس کی الوہیت و مقہوریت کے اعتقاد کے منافی ہے۔

فائدہ چونکہ الوہیت اور مقہوریت استقلال ذاتی کے بغیر متصور نہیں اس لئے کسی کو مجازی معبود الہ نہیں کہہ سکتے بخلاف استعانت، محبت اور اطاعت وغیرہ کے کہ یہاں مستعان مجازی اور محبوب مجازی کہہ سکتے ہیں کیونکہ مظاہر کائنات میں خالق حقیقی نے یہ اوصاف پیدا کئے ہیں اور جو چیز پیدا کی ہوئی ہو اس میں استقلال ذاتی ممکن نہیں۔ جس طرح استقلال ذاتی میں حدوث و امکان کا شائبہ نہیں پایا جاتا۔ لہذا الہ اور معبود کو مجازی کہنا بالکل ایسا ہوگا جیسے واجب الوجود کو حادث کہہ دیا جائے۔ (معاذ اللہ)

(از کتاب اشرف الرسائل - علامہ غلام علی اوکاڑوی)

مسلمان مزارات پر کیوں جاتے ہیں

مسلمان اللہ تعالیٰ کو اپنا حقیقی مالک مانتے ہیں اور سرکارِ اعظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو رسولِ برحق مانتے ہیں۔ مزارات پر اولیائے کرام رحمہم اللہ کو اللہ تعالیٰ کا ولی یعنی دوست سمجھ کر جاتے ہیں وہاں جا کر اللہ تعالیٰ سے دعا کرتے ہیں کہ اے اللہ تعالیٰ! ہم تو گنہگار ہیں اس نیک بندے کے وسیلے سے ہماری دعائیں قبول فرما۔ اللہ تعالیٰ اپنے نیک بندوں کے وسیلے سے دعا کو قبول فرماتا ہے۔

ہندوؤں کا بُت پر چڑھاویے چڑھانا

ہندوؤں نے بت کے نام رکھے ہوئے ہیں وہ مندر میں جا کر اُس بت کا نام لیکر جانوروں اور دیگر چیزوں کی بچی چڑھاتے ہیں۔

مسلمانوں کا نذر و نیاز کرنا

مسلمان اللہ تعالیٰ اور اس کے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر ایمان رکھتا ہے اور نذر و نیاز تو اصل میں ایصالِ ثواب ہے مسلمان جانور کو ذبح کرنے سے پہلے بسم اللہ، اللہ اکبر پڑھ کر اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں پیش کرتے ہیں پھر اس کا ثواب اولیاء اللہ رحمہم اللہ کو ایصال کر دیا جاتا ہے اس میں کیا شرک ہے؟

ہم (معاذ اللہ) اللہ تعالیٰ کے نیک بندوں کو خدا تعالیٰ سمجھ کر ان کا نام لے کر جانور ذبح نہیں کرتے بلکہ اللہ تعالیٰ کے ولیوں کے ایصالِ ثواب کیلئے کرتے ہیں۔

ہندوؤں نے اپنے ہاتھوں سے سنگ تراش تراش کر بت بنائے پھر اسکو سنوارا پھر اسکے الگ الگ نام رکھے اور پوجا شروع کر دی۔ مگر اولیائے کرام رحمہم اللہ کو جو بھی مقام ملا وہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ملا ہے۔ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی، داتا گلی جھویری، خواجہ جمیری، مسعود سالار اور امام احمد رضا بریلوی رحمہم اللہ تمام کے تمام اللہ تعالیٰ کی عطا سے بلند و بالا مقام پر فائز ہیں۔

اہل اسلام کو مُشرک کہنے والے خود مُشرک ہیں

بدقسمتی سے اِس اُمت میں ایسے لوگ بھی پائے جاتے ہیں جن کا کام اپنے سوا سب مسلمانوں کو مُشرک اور بدعتی کہنا اور سمجھنا ہے ظلم یہ ہے کہ یہ آواز مساجد اور مدارس دونوں سے سنی جاتی ہے یہ لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ ہم دوسروں کو مُشرک اور بدعتی کہہ کر تو حید کی خدمت کر رہے ہیں۔

حالانکہ یہ وہ لوگ ہیں جو اُمتِ مسلمہ میں فتنہ و فساد کا بیج بور ہے ہیں انہوں نے جان بوجھ کر شرک کی اتنی قسمیں بنالی ہیں کہ اُن کے سوا کوئی بھی آدمی مسلمان نہ کہلوا سکے۔

البتہ جو دوسرے مسلمانوں کو مُشرک کہتے ہیں ان کے بارے میں سرکارِ اعظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی حدیث ملاحظہ ہو:-

الحديث..... ان حديقة بن اليمان قال رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم ان مما اخاف عليكم رجل قرا القرآن حتى اذا رويت بهجة عليه وكان رداؤه الاسلام اعتراه الى ماشاء الله انسلخ منه وننده وراء ظهره وسعى على جاره بالسيف المرصى او نرامى فقال بل الرافى هذا اسناد جيد (بحوالہ رواہ ابو یعلیٰ اوجز التفاسیر من تفسیر ابن کثیر، صفحہ ۱۸۳۔ تفسیر ابن کثیر، جلد ۶ صفحہ ۲۶۵)

حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ سرکارِ اعظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وہ اُمور جن کے بارے میں تم پر اندیشہ رکھتا ہوں، خوف زدہ ہوں اور اُن میں سے ایک یہ ہے کہ ایک شخص قرآن پڑھے گا حتیٰ کہ جب اس کی رونق اس پر نمایاں ہوگی اور اس پر اسلام کی چادر لپٹی ہوگی تو اللہ تعالیٰ اس کو جدھر چاہے گا، لیجائے گا اور وہ اس کو پس پشت پھینک دے گا اور اپنے پڑوسی پر سوار کیسا تھ حملہ کرے گا اور اپنے پڑوسی کو مُشرک کہے گا۔ حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے عرض کیا اُن دونوں میں مُشرک کون ہوگا؟ وہ جو دوسرے کو مُشرک کہنے والا ہے یا وہ جسے مُشرک کہا گیا؟ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا، دوسرے کو مُشرک کہنے والا ہی خود مُشرک ہونے کا حقدار ہوگا۔

فائدہ..... اس حدیث شریف کو پڑھ کر اُن لوگوں کو ہوش کے ناخن لینے چاہئے جو مسلمانوں پر شرک و بدعت کے فتوے لگاتے رہتے ہیں کیونکہ ایسے لوگ خود ہی مُشرک ہیں اور ان کیلئے عذاب تیار ہے۔

اُمتِ محمدی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کبھی شرک پر متفق نہیں ہوگی

الحديث..... عن عقبه بن عامر ان رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم خرج يوما فصلى الى أهل احد صلاة على الميت ثم انصرف الى المنير فقال انى فرط بكم وانا شهيد عليكم وانى والله لا نظر الى حوضى الان وانى قد اعطيت مفاتيح خزائن الارض او مفاتيح الارض وانى والله ما اخاف عليكم ان تشركوا بعدى ولكن اخاف عليكم ان تتنافسوا فيهما

(بخوالصحيح مسلم، كتاب الفعائل حديث ۳۰۔ مطبوعہ استنبول ترکی)

حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ سرکارِ اعظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے شہدائے اُحد کے پاس تشریف لے کر نمازِ جنازہ پڑھی پھر منبر شریف پر تشریف فرما ہوئے اور فرمایا میں تمہارا سپہارا اور تم پر گواہ ہوں۔ اللہ تعالیٰ کی قسم! میں اپنے حوضِ کوثر کو اس وقت بھی دیکھ رہا ہوں اور بے شک مجھے زمین کے خزانوں کی کنجیاں عطا کی گئی ہیں اور بے شک مجھے یہ خطرہ نہیں کہ تم میرے بعد شرک کرنے لگو گے مجھے اس بات کا ڈر ہے کہ تم دُنیا کے جال میں پھنس جاؤ گے۔

فائدہ..... سرکارِ اعظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنی ذات پر اللہ تعالیٰ کے پایاں انعامات اور عنایات کا ذکر کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ کے عطا کردہ علم کے ذریعے صدیوں کا نقاب الٹ دیا کہ میں دیکھ رہا ہوں کہ تم شرک سے محفوظ رہو گے ہاں دنیا کے حصول میں ایک دوسرے سے بازی لے جانے کی کوشش کرو گے، جس کا نتیجہ تباہی اور بربادی ہے۔

جب سرکارِ اعظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مطمئن ہیں کہ اُمتِ شرک سے محفوظ رہے گی مگر مسلمانوں پر شرک کے فتوے لگانے والے بے چین ہیں ان ظالموں کو ہر دوسرا مسلمان مشرک نظر آتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ایسے لوگوں کو ہدایت نصیب کرے۔

سرکار اعظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کی عطا سے علم غیب پر آگاہ ہیں

القرآن..... ما كان الله يطلعكم على الغيب ولكن الله يجتبي من رسله من يشاء ط (سورۃ آل عمران: ۱۷۹)

ترجمہ..... اللہ کی شان نہیں ہے کہ اے عام لوگو! تمہیں غیب کا علم دے۔ ہاں اللہ جنہیں لیتا ہے اپنے رسولوں سے جسے چاہے۔

القرآن..... علم الغيب فلا يظهر على غيبه احدا ۝ الا من ارتضى من رسول (پ ۲۹۔ سورۃ جن: ۲۶، ۲۷)

ترجمہ..... غیب کا جاننے والا تو اپنا غیب کسی پر ظاہر نہیں فرماتا سوائے اپنے پسندیدہ رسولوں کے۔

القرآن..... وما هو على الغيب بضنين ۝ (پ ۳۰۔ سورۃ غورث: ۲۳)

ترجمہ..... اور یہ نبی غیب بتانے میں بخیل نہیں۔

القرآن..... تلك من انباء الغيب نوحيها اليك (پ ۱۲۔ سورۃ ہود۔ رکوع ۴)

ترجمہ..... اے محبوب (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم)! یہ غیب کی خبریں ہیں ہم تمہاری طرف وحی کرتے ہیں۔

القرآن..... ذلك من انباء الغيب نوحيه اليك (پ ۳۔ سورۃ آل عمران: ۵)

ترجمہ..... اے محبوب (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم)! یہ غیب کی خبریں ہیں کہ ہم خفیہ طور پر تمہیں بتاتے ہیں۔

ان تمام قرآنی دلائل سے ثابت ہوا کہ سرکار اعظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کی عطا سے علم غیب پر آگاہ ہیں۔

علاوہ ازیں آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی زندگی کے متعدد واقعات اور احادیث اس پر شاہد ہیں کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو علم غیب عطا فرمایا گیا۔

- ☆ سرکارِ اعظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے قیامت تک ہونے والے واقعات کی خبر دی۔ (بخاری شریف، مسلم شریف)
- ☆ سرکارِ اعظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے قیامت تک کی ہونے والی ہر چیز کی خبر دی تو میں نے (حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے) ہر چیز کو دریافت کئے بغیر نہیں چھوڑا۔ (مسلم شریف)
- ☆ سرکارِ اعظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا بے شک اللہ تعالیٰ نے میرے لئے زمین کو سمیٹا تو میں نے اس کی مشرقوں اور مغربوں تمام زمین کو دیکھ لیا۔ (مسلم شریف)
- ☆ سرکارِ اعظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا (قیامت کے قریب) اللہ تعالیٰ یمن کی طرف سے ایک ہوا بھیجے گا، جو ریشم سے زیادہ نرم ہوگی، اس وقت جس شخص کے دل میں ایک دانے کے برابر بھی ایمان ہوگا وہ ہوا اس کی (روح) قبض کر لے گی۔ (مسلم شریف)
- ☆ ایک ایسی قوم پیدا ہوگی جو قرآن پڑھیں گے لیکن وہ ان کے حلق سے نیچے نہیں جائے گا۔ (مسلم شریف)
- ☆ سرکارِ اعظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ایک قوم کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ وہ میری امت میں پیدا ہوگی وہ مخلوق کی بدترین قسم ہوں گے۔ (مسلم شریف)
- ☆ سرکارِ اعظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے آخری زمانے میں ایسی قوم پیدا ہوگی جن کی عمر اور شعور کم ہوگا۔
- ☆ سرکارِ اعظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ یہ معاملہ (خلافت) اس وقت تک برقرار رہے گا جب تک لوگوں میں بارہ خلفاء پیدا نہ ہو جائیں۔ (مسلم شریف)
- ☆ ان فتنوں کے آنے سے پہلے نیک اعمال کر لو حالتِ ایمان میں صبح کرنے والا شخص شام کے وقت کافر ہو چکا ہوگا یا شام کے وقت مومن رہنے والا شخص صبح کے وقت کافر ہو چکا ہوگا۔ (مسلم شریف)
- ☆ ایک انصاری نے رات کے وقت اپنے مہمان کی خدمت کی۔ صبح سرکارِ اعظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے تو فرمایا تمہاری کل کی رات مہمان نوازی اللہ تعالیٰ کو بہت پسند آئی۔ (مسلم شریف)
- ☆ سرکارِ اعظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا مجھے اچھی طرح یاد ہے کہ میری بعثت سے پہلے مکہ میں موجود ایک پتھر مجھے سلام کیا کرتا تھا اور اسے میں آج بھی پہچانتا ہوں۔ (مسلم شریف)
- ☆ سرکارِ اعظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حر پہاڑ پر موجود تھے۔ اس میں حرکت پیدا ہوئی سرکارِ اعظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا اے حر! رُک جا! کیونکہ تیرے اوپر صرف نبی یا صدیق یا شہید موجود ہیں۔ (مسلم شریف)

- ☆ سرکارِ اعظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا آج یا جوج ماجوج کی دیوار کا اتنا حصہ کھل گیا اور پھر راوی نے اپنی انگلی کے ذریعے نوے کا نشان بنا کر دکھایا۔ (مسلم شریف)
- ☆ ایک مرتبہ سرکارِ اعظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مدینہ منورہ کی ایک چھت پر چڑھے اور پھر فرمایا جو میں دیکھ رہا ہوں کیا تم وہ دیکھ رہے ہو؟ میں فتنوں کو اس طرح نازل ہوتے دیکھ رہا ہوں جیسے تمہارے گھروں میں بارش کے قطرے گرتے ہوں۔ (مسلم شریف)
- ☆ سرکارِ اعظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا میرے لئے جتنی زمین سمیٹی گئی میری اُمت کی حکومت وہاں تک ہوگی۔ (ایضاً)
- ☆ سرکارِ اعظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا عنقریب دریائے فرات سے سونے کا ایک خزانہ نکلے گا جو شخص وہاں موجود ہوگا وہ اس میں سے کچھ حاصل نہ کرے۔ (مسلم شریف)
- ☆ سرکارِ اعظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا آپ کا رخ اس وقت مشرق کی طرف تھا فرمایا فتنہ یہاں سے ہوگا، فتنہ یہاں سے ہوگا، فتنہ یہاں سے ہوگا جہاں سے شیطان کے سینگ نکلتے ہیں۔ (مسلم شریف)
- ☆ سرکارِ اعظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا قیامت اُس وقت تک نہیں آئے گی جب تک قبیلہ دوس کی عورتیں 'ذوالخلصہ' کا طواف نہیں کریں گی۔ (مسلم شریف)
- ☆ سرکارِ اعظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا (قیامت سے کچھ پہلے) حبشہ سے تعلق رکھنے والا چھوٹی پنڈلیوں کا مالک شخص خانہ کعبہ کو منہدم کر دے گا۔ (مسلم شریف)
- ☆ سرکارِ اعظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا قیامت اس وقت تک قائم نہیں ہوگی 'فحطان' سے وہ شخص نہیں نکلے گا جو لوگوں کو اپنی لانگھی کے ذریعے ہانک کر لے جائے گا۔ (مسلم شریف)
- ☆ سرکارِ اعظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا رات اور دن اس وقت تک ختم نہیں ہونگے جب تک 'ہججہ' نامی بادشاہ نہ بن جائے۔
- ☆ سرکارِ اعظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا قیامت اس وقت تک قائم نہیں ہوگی جب تک مسلمان ترک قوم کے ساتھ جنگ نہیں کریں گے جن کے چہرے ڈھلی ہوئی ڈھال کے مانند ہوں گے یہ لوگ بالوں سے بنا ہوا لباس اور بالوں سے بنی ہوئی جوتیاں پہنتے ہوں گے۔ (مسلم شریف)
- ☆ سرکارِ اعظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا آخری زمانے میں ایسا خلیفہ ہوگا جو کنتی کے بغیر مال تقسیم کرے گا۔ (مسلم شریف)
- ☆ سرکارِ اعظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت عمار رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہا تھا کہ تمہیں باغی گروہ قتل کرے گا۔ (مسلم شریف)
- ☆ سرکارِ اعظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جب کسریٰ ہلاک ہو جائے گا تو اس کے بعد کوئی کسریٰ نہ ہوگا۔ (مسلم شریف)

☆ سرکارِ اعظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا قیامت اس وقت تک قائم نہ ہوگی جب تک تمیں کے قریب جھوٹے دجالوں کو (زمین پر) بھیج نہ دیا جائے گا اُن میں کا ہر شخص نبوت کا دعویٰ کرے گا۔ (مسلم شریف)

☆ سرکارِ اعظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا دجال کی دونوں آنکھوں کے درمیان 'ک ف ر' (یعنی کافر) لکھا ہوگا۔ (ایضاً)

☆ سرکارِ اعظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کیا تم دیکھتے ہو کہ میرا دیکھنا اس جگہ ہے (یعنی قبلہ) اللہ کی قسم تمہارے رکوع اور خشوع مجھ پر پوشیدہ نہیں اور بلاشبہ تم کو اپنی پشت کے پیچھے سے دیکھتا ہوں۔ (بخاری شریف)

☆ سرکارِ اعظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جنت میرے قریب کی گئی یہاں تک کہ اگر میں دلیری کرتا تو جنت کے انگوڑے میں سے ایک خوشہ انگوڑا توڑ کر تمہارے پاس لاتا اور جہنم بھی میرے قریب کی گئی۔ (بخاری شریف)

☆ میری اُمت کا پہلا لشکر جو قیصر کے شہر میں جنگ کرے گا اُن کی مغفرت فرمادی گئی ہے۔ (بخاری شریف)

☆ غزوہ خیبر کے دن سرکارِ اعظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا میں جھنڈا ایسے شخص کو دوں گا جس کے ہاتھ پر اللہ تعالیٰ فتح عطا فرمائے گا۔ (بخاری شریف)

☆ جب سرکارِ اعظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے سامنے جبلِ احد آیا تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا یہ پہاڑ ہم سے محبت کرتا ہے اور ہم اس سے محبت کرتے ہیں۔ (بخاری شریف)

☆ سرکارِ اعظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے سیدہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے ایک کان میں اپنے وصال کی خبر دی اور دوسرے کان میں سب سے پہلے خاندان میں سے ملاقات کی خبر دی۔ (بخاری شریف)

☆ میرا بیٹا حسن سردار ہے عنقریب اللہ تعالیٰ اس کے ذریعے دو جماعتوں کے درمیان صلح فرمائے گا۔ (بخاری شریف)

منکرین کے اعتراضات کے جوابات

☆ بعض اوقات ایسے مقامات آتے ہیں جہاں سے اللہ تعالیٰ اپنے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی توجہ ہٹا دیتا ہے لہذا حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا ہار اُونٹ کے نیچے ہونا مگر سرکارِ اعظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی توجہ کا ہٹا دیا جانا اس لئے تھا کہ اُس وقت آیتِ تیمم نازل ہونا تھی۔

☆ یہودی عورت کا گوشت میں زہر ملا کر سرکارِ اعظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو کھلانا اس نیت سے کہ اگر یہ سچے نبی ہوں گے تو وفات نہ پائیں گے لہذا اسلام کی حقانیت کو یہودی عورت پر واضح کرنے کیلئے اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی توجہ گوشت میں موجود زہر سے ہٹا دی۔

☆ بعض کاموں میں آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا خاموش رہنا یا لاعلمی کا اظہار کرنا اللہ تعالیٰ کے حکم سے ہوتا ہے کیونکہ اس میں امتیوں کیلئے تعلیمات ہوتی ہیں۔

الغرض کہ واضح ہو گیا اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو علمِ غیب پر آگاہ فرمایا ہے اور جو اس کا انکار کرے وہ قرآن و حدیث کا منکر ہے۔

سرکار اعظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نور ہیں اور بشری لبادے میں دنیا میں تشریف لائے

اسلامی عقائد میں یہ بات موجود ہے کہ انبیائے کرام علیہم السلام نور کے پیکر ہیں مگر اس دنیا میں لباس بشریت میں تشریف لائے لہذا سرکار اعظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بھی نور ہیں آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا نور ہونا آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی حقیقت ہے اور بشریت آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی صفت ہے لہذا ہمیں سرکار اعظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بشریت اور نورانیت دونوں پر ایمان رکھنا ضروری ہے۔

القرآن **قد جاءكم من الله نور** (پ ۶۔ سورۃ مائدہ: ۶)

ترجمہ بے شک تمہارے پاس اللہ کی طرف سے ایک نور آیا۔

تفسیر تفسیر ابن عباس صفحہ ۷۲، تفسیر کبیر جلد ۳ صفحہ ۳۹۶، تفسیر خازن جلد ۱ صفحہ ۴۱۷، تفسیر مدارک جلد ۱ صفحہ ۴۷۰، تفسیر روح المعانی جلد ۶ صفحہ ۸۷، تفسیر روح البیان جلد ۱ صفحہ ۵۳۸، تفسیر درمنثور جلد ۳ صفحہ ۲۳۱، تفسیر جلالین، تفسیر ابن جریر، مدارج النبوت اور مواہب الدینیہ تمام معتبر تفاسیر میں مفسرین نے اس آیت میں نور سے سرکار اعظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو مراد لیا ہے۔

القرآن **وانزلنا اليكم نورا مبينا** (پ ۶۔ سورۃ نساء: ۱۷۴)

ترجمہ اور ہم نے تمہاری طرف روشن نور اتارا۔

تفسیر اس آیت میں روشن نور سے مراد سرکار اعظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ذات ہے۔

القرآن **يريدون ان يطفئوا نور الله بافواههم ويابى الله الا ان يتمنوره ولو كره الكافرون**

ترجمہ چاہتے ہیں کہ اللہ کا نور اپنے منہ سے بجھا دیں اور اللہ نہ مانے گا مگر اپنے نور کو پورا کرنا پڑے برا مانیں کافر۔

(پ ۱۰۔ سورۃ توبہ: ۳۲)

تفسیر مفسرین اس آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں کہ اس آیت میں نور سے مراد سرکار اعظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہیں، کفار چاہتے تھے کہ سرکار اعظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو (معاذ اللہ) قتل کر دیا جائے۔ قرآن مجید کی اس آیت میں واضح ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے قتل پر کسی کو قدرت نہیں دی۔

ان تمام آیات اور تفاسیر سے یہ بات واضح ہوگئی کہ سرکار اعظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نور ہیں۔

﴿ اب احادیث مبارکہ ملاحظہ ہوں ﴾

حدیث شریف **اَوَّلُ مَا خَلَقَ اللَّهُ نُورِي** (بحوالہ تفسیر روح البیان، ج ۲ ص ۱۹۱۔ مدارج النبوت، ج ۲ ص ۲۔ معارج النبوت، ج ۵ ص ۱۳۵)

ترجمہ سرکارِ اعظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا، تمام مخلوقات سے پہلے اللہ تعالیٰ نے میرے نور کو پیدا فرمایا۔

حدیث شریف **اَنَا مِنْ نُورِ اللَّهِ وَالْخَلْقُ كُلُّهُمْ مِنْ نُورِي** (بحوالہ مدارج النبوت۔ شاہ عبدالحق محدث دہلوی)

ترجمہ سرکارِ اعظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ میں اللہ تعالیٰ کے نور سے ہوں اور ساری مخلوق میرے نور سے۔

حدیث شریف حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ سرکارِ اعظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا اے جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ!

بے شک اللہ تعالیٰ نے سب اشیاء سے پہلے تیرے نبی کا نور اپنے نور (کے فیض) سے پیدا فرمایا۔ (بحوالہ مواہب اللدیہ۔

زرقانی شریف، ج ۱ ص ۴۲)

مندرجہ بالا تمام احادیث مبارکہ سے یہ بات ثابت ہوئی کہ سرکارِ اعظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نورِ علی نور ہیں بلکہ آپ کے نور ہی سے

کائنات میں نور ہے۔

نبی کو اپنی طرح بشر سمجھنا کُفار کا طریقہ ہے

سب سے پہلے نبی کو حقارت سے بشر کہنے والا شیطان تھا۔ حضرت آدم علیہ السلام کے بارے میں شیطان نے کہا:

القرآن **قال لم اکن لاسجدو لبشر** (سورۃ حجر: ۳۳)

ترجمہ بولا مجھے زیبا نہیں کہ بشر کو سجدہ کروں۔

معلوم ہوا کہ انبیائے کرام علیہم السلام کو حقارت سے بشر کہنے کا آغاز شیطان سے ہوا پھر اس کے چیلے کفار و مشرکین بھی انبیائے کرام علیہم السلام کو اپنے جیسا بشر کہتے تھے۔

چنانچہ حضرت نوح، حضرت صالح، حضرت ہود علیہم السلام کی قوم کے کافروں نے اُن سے کہا:

القرآن **قالوا ان انتم الا بشر مثلنا** ط (سورۃ ابراہیم: ۱۰)

ترجمہ تم تو ہم ہی جیسے بشر ہو۔

حضرت شعیب علیہ السلام کی قوم کے کافروں نے کہا:

القرآن **وما انت الا بشر مثلنا** ط (سورۃ شعراء: ۱۸۶)

ترجمہ تم تو نہیں مگر ہم جیسے بشر۔

ان تمام آیات سے معلوم ہوا کہ انبیاء کرام علیہم السلام کو اپنے جیسا بشر کہنا شیطان کے پیروکاروں کا عمل ہے مومنوں کا طریقہ نہیں ہے۔

پھر نبی نے اپنے آپ کو بشر کیوں کہا؟

سرکارِ اعظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا اپنے آپ کو بشر کہنا یہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی عاجزی و انکساری ہے جیسے کوئی حاکم وقت اپنی رعایا سے کہے کہ میں تو آپ کا خادم ہوں۔ خادم کہنا حاکم وقت کی عاجزی و انکساری ہے، کہنے سے وہ خادم ہرگز نہ ہوگا۔ سرکارِ اعظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے اللہ تعالیٰ نے بشر کہلوا یا خود رب کریم نے بشر نہ کہا۔

سرکارِ اعظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نورانیت اور بشریت دونوں پر ایمان رکھنا ضروری ہے یعنی آپ نور بھی ہیں اور بے مثل بشر بھی ہیں۔

سرکارِ اعظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی مثل کوئی نہیں

حدیث شریف حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ اُنہوں نے سرکارِ اعظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ پے در پے متواتر روزے نہ رکھو اور تم میں سے جب کوئی متواتر روزے رکھنا چاہے تو سحری تک رکھ سکتا ہے لوگوں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم! آپ تو متواتر روزے رکھتے ہیں۔ آپ نے فرمایا، میں تمہاری مثل نہیں ہوں میں رات گزارتا ہوں مجھے کھلانے والا کھلاتا ہے اور پلانے والا پلاتا ہے۔ (بخاری شریف، جلد اول)

اللہ تعالیٰ کے نیک بندے اللہ تعالیٰ کی عطا سے مددگار ہیں

اللہ تعالیٰ کے نیک بندے اللہ تعالیٰ کی عطا سے مدد کرتے ہیں اُن کو مومنوں کا مددگار اللہ تعالیٰ نے ہی بنایا ہے چنانچہ قرآن مجید میں مختلف مقامات پر ارشاد باری تعالیٰ ہے:

القرآن **فان الله هو موله وجبريل وصالح المؤمنين والملائكة بعد ذلك ظهیر** (سورہ تحریم: ۴) ترجمہ بے شک اللہ ان کا مددگار ہے اور جبریل اور نیک ایمان والے اور اس کے بعد فرشتے مدد پر ہیں۔

القرآن **انما وليكم الله ورسوله** (سورہ مائدہ: ۵۵)

ترجمہ تمہارے مددگار نہیں مگر اللہ اور اس کا رسول۔

القرآن **يا ايها الذين آمنوا استعينوا بالصبر والصلوة** (سورہ بقرہ: ۱۵۳)

ترجمہ اے ایمان والو! صبر اور نماز سے مدد چاہو۔

قرآن مجید میں ہے کہ صحابہ کرام علیہم الرضوان نے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں عرض کی:

القرآن **واجعل لنا من لدك وليا واجعل لنا من لدك نصيرا** (سورہ نساء: ۷۵)

ترجمہ اور تمہیں اپنے پاس سے کوئی حمایتی دے اور تمہیں اپنے پاس سے کوئی مددگار دے دے۔

معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ، انبیائے کرام علیہم السلام، فرشتے اور مومنین مددگار ہیں۔ لہذا ان سے مدد مانگنا جائز ہے۔

الحديث امام بخاری علیہ الرحمۃ اپنی کتاب ادب المفرد میں روایت کرتے ہیں کہ صحابی رسول حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا

پاؤں سن ہو گیا کسی نے کہا اُن کو یاد کیجئے جو آپ کو سب سے زیادہ محبوب ہیں اس کے بعد حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے

بلند آواز سے کہا 'یا محمد اہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم' پاؤں فوراً درست ہو گیا۔ (بحوالہ کتاب ادب المفرد۔ مصنف امام بخاری علیہ الرحمۃ)

علمائے کرام فرماتے ہیں جہاں پر محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کیساتھ الف اور ہ آجائے تو اس کے معنی مدد طلب کرنے کے ہیں۔

روایت حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مقابلہ جب مسلمہ کذاب کی ساٹھ ہزار افواج سے ہوا تو اس وقت مسلمان

کم تعداد میں تھے لہذا مسلمانوں کے قدم اکھڑ گئے۔ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور صحابہ کرام علیہم الرضوان نے ندا دی

یا محمد اہ! یا محمد اہ! (اے محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم! ہماری مدد فرمائیں) یہ کہنا تھا کہ مسلمانوں کو فتح و نصرت عطا ہوئی۔ (بحوالہ البدایہ والنہایہ،

شاہ عبد العزیز محدث دہلوی کا مدد کے جواز میں فتویٰ

تیرہویں صدی کے مجدد شاہ عبد العزیز محدث دہلوی علیہ الرحمۃ اپنی قرآن مجید کی تفسیر تفسیر عزیزی میں اس آیت **ایاک نعبد** و **ایاک نستعین** ’ہم تیری ہی عبادت کریں اور تجھ ہی سے مدد چاہیں‘ کے تحت فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے نیک بندوں کو اللہ تعالیٰ کی صفات کا مظہر جان کر اُن سے مدد مانگنا درحقیقت اللہ تعالیٰ ہی سے مدد مانگنا ہے۔

لہذا تمام دلائل و براہین کی روشنی میں یہ بات واضح ہوگئی کہ غیر اللہ سے مدد مانگنا جائز ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ کے نیک بندے اللہ تعالیٰ کی عطا سے مومنین کی مدد فرماتے ہیں یہی صحیح اسلامی عقیدہ ہے۔

محبوبانِ خدا کو 'یا' کہہ کر پکارنا

محبوبانِ خدا کو یا کہہ کر پکارنا مثلاً یا رسول اللہ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم)، یا نبی اللہ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم)، یا علی (رضی اللہ تعالیٰ عنہ)، یا غوثِ اعظم (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کہنا جائز ہے۔

قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ اپنے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو لفظ **یا** کے ساتھ مخاطب فرماتا ہے:-

القرآن..... **يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ** (پ ۱۰-سورۃ انفال: ۱)

ترجمہ..... اے غیب بتانے والے (نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم)۔

القرآن..... **يَا أَيُّهَا الْمَزْمَلُ** ○ (پ ۲۹-سورۃ مزمل: ۱)

ترجمہ..... اے ٹھہر مٹ مارنے والے۔

القرآن..... **يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ** (سورۃ احزاب: ۴۶)

ترجمہ..... اے غیب کی خبریں بتانے والے (نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم)۔

القرآن..... **يَا أَيُّهَا الْمَدَّثِرُ** (پ ۲۹-سورۃ مدثر: ۱)

ترجمہ..... اے چادر اوڑھنے والے (حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم)۔

القرآن..... **يَا أَيُّهَا الرَّسُولُ** (سورۃ مائدہ: ۷۶)

ترجمہ..... اے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

معلوم ہوا کہ محبوبانِ خدا کو **یا** کہہ کر پکارنا جائز ہے اور سرکارِ اعظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو یا رسول اللہ، یا نبی اللہ کہہ کر پکارنا قرآن مجید سے ثابت ہے۔ اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں قیامت تک آنے والے مسلمانوں کو 'یا' کہہ کر فرماتا ہے:-

القرآن..... **يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا**

ترجمہ..... اے ایمان والو!

کہیں اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں انبیائے کرام علیہم السلام کو پکارا:

القرآن..... **يَا بَرَاهِيمَ، يَا مُوسَى، يَا دَاوُدَ، يَا سُلَيْمَانَ، يَا يَحْيَى، يَا عِيسَى**

ترجمہ..... اے ابراہیم، اے موسیٰ، اے داؤد، اے سلیمان، اے عیسیٰ۔

معلوم ہوا کہ اہل اللہ کو لفظ **یا** کے ساتھ پکارنا قرآن مجید سے ثابت ہے۔

☆ **اولیائے کرام رحمہم اللہ کا سرکار اعظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو یا کھہ کر ندا دینا**

☆ حضرت امام بوصری علیہ الرحمۃ قصیدہ بردہ شریف میں لکھتے ہیں:

یا اکرّم الخلق مالی من الودبه سواک عند حلول الحادث العمم

اے بہترین مخلوق (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) آپ کے سوا میرا کوئی نہیں کہ مصیبت عامہ کے وقت جس کی پناہ لوں۔

☆ حضرت امام زین العابدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے قصیدے میں لکھتے ہیں:

یا رحمة اللعالمین ادرکنی زین العابدین محبوس ایدی الظلمین فی موبک المددہم

یا رحمت اللعالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم! زین العابدین کی مدد کریں وہ لوگوں کے ہجوم میں ظالموں کی قید میں ہے۔

(قصیدہ زین العابدین)

☆ امام جامی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ندا:

زمہجوری برآمد جان عالم ترحم یا نبی اللہ ترحم

نہ آخر رحمة للعالمینی زمحدوماں چرفارغ نشینی

جدائی سے عالم کی جان نکل رہی ہے۔ رحم فرماؤ یا نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم رحم فرماؤ

کیا آپ رحمتہ للعالمین نہیں پھر مجرموں سے فارغ کیوں بیٹھے ہیں۔

☆ امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ندا:

یا سید السادات جئتک قاصدا ارجو ارضاک وحتمی بحماک

واللہ یا خیر الخلائق ان لی قلبا مسوتا لا یروم سواک

اے سیدوں کے سید! پیشواؤں کے پیشوا (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم)! میں دلی قصد سے آپ کے حضور میں آیا ہوں

آپ کی مہربانی اور خوشنودی کی امید رکھتا ہوں اور اپنے آپ کو سب برائیوں سے آپ کی پناہ میں دیتا ہوں۔

اللہ تعالیٰ کی قسم! اے بہترین مخلوقات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم! تحقیق میرا دل آپ کی زیارت کا بہت ہی شوق رکھتا ہے۔

سوائے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اور کسی شے سے اس دل کو اُلفت نہیں ہے۔

قرآن مجید، احادیث مبارکہ اور اکابر اولیاء اللہ سے اس بات کا ثبوت ملا کہ اللہ تعالیٰ کے نیک بندوں کو لفظ 'یا' کے ساتھ مخاطب کرنا

جائز ہے بلکہ صحابہ کرام علیہم الرضوان اور اولیائے کرام رحمہم اللہ کی سنت ہے۔

اللہ تعالیٰ کی عطا سے سرکارِ اعظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مختارِ کل ہیں

کائنات کی ہر چیز کا مالک اور خالق اللہ تعالیٰ ہے مگر اللہ تعالیٰ جسے چاہے اپنے فضل سے اختیارات عطا فرما کر مختارِ کل بنادے۔

اللہ تعالیٰ اپنا ملک جسے چاہتا ہے عطا کر دیتا ہے ﴿

القرآن..... **قل اللهم ملك الملك توتى الملك من تشاء** (پ ۳۔ سورۃ آل عمران: ۲۶)

ترجمہ..... یوں عرض کراے اللہ ملک کے مالک تو ملک جس کو چاہتا عطا فرماتا ہے۔

اللہ تعالیٰ کے پرہیزگار بندے جنت کے مالک ہیں ﴿

القرآن..... **تلك الجنة التي نورث من عبادنا من كان تقيا** (پ ۱۶۔ سورۃ مریم)

ترجمہ..... یہ وہ جنت ہے جس کا مالک ہم اپنے بندوں میں سے اسے کریں گے جو پرہیزگار ہے۔

اللہ تعالیٰ کی عطا پر کوئی پابندی نہیں ﴿

القرآن..... **وما كان عطاء و بك محظورا** (پ ۱۵۔ سورۃ بنی اسرائیل: ۴۰)

ترجمہ..... اور تمہارے رب پر کوئی پابندی نہیں۔

اللہ تعالیٰ نے آسمان و زمین کی ہر چیز اپنے خاص بندوں کے تابع کر دی ہے ﴿

القرآن..... **ان الله سخر لكم ما فى السموات و ما فى الارض و اسبغ عليكم نعمه طاهرة و باطنة**

ترجمہ..... آسمان اور زمین کی ہر چیز اللہ تعالیٰ نے تمہارے لئے مسخر کر دی ہے اور اپنی ظاہری اور باطنی نعمتیں بھرپور دیں۔

(پ ۲۱۔ سورۃ لقمان: ۴۰)

القرآن..... **انا اعطينك الكوثر** ○

ترجمہ..... اے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم! بے شک ہم نے ساری کثرت تمہیں عطا فرمائی۔

﴿ اب احادیث ملاحظہ ہوں ﴾

الحديث..... حضرت عقبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ سرکارِ اعظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

انی اعطیت مفاتیح خزائن الارض او مفاتیح الارض

ترجمہ..... بے شک مجھے زمین کے خزانے کی کنجیاں عطا کی گئیں۔

(صحیح بخاری، ج ۲ ص ۵۸۵-۹۷۵- صحیح مسلم، ج ۲ ص ۲۵۰- مشکوٰۃ شریف، ج ۲ ص ۵۴۷)

الحديث..... سرکارِ اعظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

بینا انا او تیت بمفاتیح خزائن الدنيا

ترجمہ..... میں سو رہا تھا کہ تمام خزانے دنیا کی کنجیاں مجھے دی گئیں۔

(بخاری و مسلم- کنوز الحقائق للمناوی، ج ۱ ص ۱۰۰)

درج ذیل احادیث سے یہ ثابت ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اپنے خزانے کی کنجیاں عطا فرمادی ہیں۔

سرکارِ اعظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو تقسیم کرنے کا بھی اختیار ہے؟ ﴿

جواب..... جی ہاں سرکارِ اعظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو تقسیم کرنے کا بھی اختیار حاصل ہے چنانچہ خود سرکارِ اعظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں:-

الحديث..... حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ سرکارِ اعظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا اللہ جس کے ساتھ

بھلائی کا ارادہ فرماتا ہے اس کو دین کی سمجھ بوجھ عطا کرتا ہے بے شک اللہ تعالیٰ دینے والا ہے اور میں تقسیم کرتا ہوں۔

(بحوالہ بخاری شریف، ج ۱ ص ۱۶- مشکوٰۃ شریف، ص ۳۲)

الحديث..... سرکارِ اعظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ (اللہ تعالیٰ کی ہر نعمت کا) میں ہی قاسم اور خازن ہوں اور اللہ تعالیٰ ہی

عطا فرماتا ہے۔ (صحیح مسلم، ج ۱ ص ۳۳۳)

ان تمام احادیث سے ثابت ہوا کہ اللہ تعالیٰ عطا فرماتا ہے اور سرکارِ اعظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تقسیم فرماتے ہیں لہذا ہمیں جو کچھ ملتا ہے

سب بارگاہِ رسالت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے ملتا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو شریعت کا بھی مختار بنایا ہے ﴿

چنانچہ احادیث مبارکہ ملاحظہ ہوں:-

الحديث..... حضرت نصر بن عاصم لیثی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے خاندان کے شخص کے واسطے سے روایت کرتے ہیں کہ وہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اس شرط پر اسلام لائے کہ وہ صرف دو وقت کی نمازیں پڑھا کریں گے تو سرکارِ اعظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان کی شرط قبول کر لی۔ (بحوالہ مسند احمد شریف)

الحديث..... حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ سرکارِ اعظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے صحابہ کرام علیہم الرضوان نے عرض کی کہ یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم! کیا ہر سال حج فرض ہے؟ فرمایا نہیں! اگر میں ہاں کہہ دیتا تو ہر سال فرض ہو جاتا۔ (بحوالہ ترمذی، ابن ماجہ، احمد)

الحديث..... سرکارِ اعظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص دونوں جہڑوں کے درمیان کی اور دونوں ٹانگوں کے درمیان کی مجھے ضمانت دے میں اس کو جنت کی ضمانت دیتا ہوں۔ (بخاری شریف)

فائدہ..... جنت کی ضمانت وہی دے سکتا ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے جنت کا مالک بنایا ہو۔

الحديث..... حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ سرکارِ اعظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر میں اپنی اُمت پر شاق نہ جانتا تو میں ان کو مسواک کا حکم دیتا۔ (بخاری شریف)

الحديث..... سعید نے اپنے باپ ابو (سعید کیسان) سے انہوں نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ ایک وقت ہم مسجد میں تھے۔ سرکارِ اعظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم باہر تشریف لائے اور فرمایا یہودیوں کے پاس چلو۔ ہم سرکارِ اعظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ہمراہ نکلے یہاں تک کہ ہم بیت الموراس (جس جگہ یہودیوں کے عالم تورات کا درس دیتے تھے) آئے۔ سرکارِ اعظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کھڑے ہو گئے پھر ان کو آواز دی اور فرمایا اے یہود کے گردہ! اسلام لے آؤ سلامتی میں رہو گے۔ یہودیوں نے کہا اے ابو القاسم (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم)! آپ نے اپنا پیغام پہنچا دیا۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ سرکارِ اعظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اُن سے فرمایا میں (تمہارا اقرار تبلیغ) ہی چاہتا تھا۔ مسلمان ہو جاؤ سلامتی میں رہو گے۔ یہودی نے کہا اے ابو القاسم (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم)! آپ نے تبلیغ کر دی تو سرکارِ اعظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا میں یہی چاہتا تھا۔ پھر آپ نے ان سے تیسری بار فرمایا جان لو زمین صرف اللہ اور اسکے رسول کی ہے اور میں تم کو اس زمین سے جلا وطن کرنا چاہتا ہوں تم میں کوئی اپنے مال کے بدل کوئی چیز پاتا ہے تو چاہئے کہ وہ اس کو فروخت کر دے تو جان لو زمین صرف اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی ہے۔ (بخاری شریف)

الحديث..... حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ میں سرکارِ اعظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ہمراہ غزوہ خیبر سے واپس تشریف لائے اور اُحد پہاڑ سامنے ظاہر ہوا آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا یہ پہاڑ ہم سے محبت کرتا ہے اور ہم اس سے محبت کرتے ہیں پھر آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنے دستِ مبارک سے مدینہ طیبہ کی طرف اشارہ فرمایا، فرمایا اے اللہ تعالیٰ! میں مدینہ منورہ کے سیاہ پتھروں والی زمین کے دونوں کناروں کے درمیان حرام کرتا ہوں جیسے حضرت ابراہیم علیہ السلام نے مکہ مکرمہ کو حرام کیا تھا۔ اے ہمارے رب! ہمارے صاع اور مد میں برکت عطا فرما۔ (بخاری شریف)

فائدہ..... اس حدیث سے معلوم ہوا کہ انبیائے کرام علیہم السلام کو اللہ تعالیٰ نے یہ اختیار دیا ہے جسے چاہے حرام فرمادیں۔

ان تمام قرآنی آیات اور احادیث کے مطالعہ کے بعد بعض لوگوں کے ذہنوں میں یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ سرکارِ اعظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مختارِ کل تھے تو کفار کے مظالم کیوں برداشت کئے، میدانِ جہاد میں اسلحہ لے کر کیوں گئے، فاقہ کیوں کئے، اپنے نواسے کو کیوں نہیں بچا پائے، جہاد کیلئے چندہ کیوں مانگا، ہجرت کیوں کی؟

سرکارِ اعظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم چاہتے تو ان تمام چیزوں سے بھی اپنے آپ کو بچا سکتے تھے لیکن آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا یہ عمل اپنی اُمت کی تعلیم کیلئے تھا ورنہ قیامت تک آنے والے اُمتی دین کی راہ میں تکلیف کے موقع پر یہ کہہ دیتے کہ ہمارے نبی کو کہاں تکالیف پہنچی مگر اب اُمتیوں کیلئے سرکارِ اعظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا تکالیف سہنا، ہجرت کرنا اور اپنے نواسوں کو قربان کرنا ایک مثال بن چکا ہے قیامت تک آنے والے اُمتی اس کو اسوۂ حسنہ اور تعلیماتِ نبوی سمجھ کر دین کی راہ میں آنے والی تکالیف کو خندہ پیشانی سے برداشت کرتے رہیں گے۔

حاضر و ناظر کے معاملے میں اہلسنت کا عقیدہ ہرگز یہ نہیں کہ سرکارِ اعظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ادھر بھی ہیں ادھر بھی ہیں..... نہیں بلکہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اپنی قبر انور میں جلوہ فرما ہیں اور اپنے رب جل جلالہ کی عطا سے جب چاہیں جہاں چاہیں جسم و جسمانیات کے ساتھ تشریف لے جاتے ہیں یہ اسلامی عقیدہ ہے جبکہ اللہ تعالیٰ ہر جگہ شاہد و موجود ہے۔

القرآن..... **النَّبِيُّ أَوْلَىٰ بِالْمُؤْمِنِينَ مِنْ أَنفُسِهِمْ** (سورۃ احزاب: ۶)

ترجمہ..... نبی مومنوں کی جان سے زیادہ قریب ہیں۔

مسلمان دنیا کے کسی خطے میں ہوں سرکارِ اعظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہر مومن کی جان سے زیادہ قریب ہیں اور یہ حکم قیامت تک آنے والے مسلمانوں کیلئے ہے۔

القرآن..... **وَيَكُونُ الرَّسُولُ عَلَيْكُمْ شَهِيدًا** (سورۃ بقرہ: ۱۴۳)

ترجمہ..... یہ رسول تمہارے نگہبان و گواہ ہیں۔

یہ حکم بھی قیامت تک آنے والے مسلمانوں کیلئے ہے کہ میرا محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تم پر گواہ اور نگہبان ہے لہذا نگہبان اور گواہ وہی ہوگا جو مومنوں کے قریب ہوگا۔

القرآن..... **وَاعْلَمُوا أَن فَيَكُم رَسُولُ اللَّهِ** (سورۃ حجرات: ۷)

ترجمہ..... اور جان لو تم میں اللہ کے رسول ہیں۔

یہ حکم بھی قیامت تک آنے والے مسلمانوں کیلئے ہے کہ رب کریم فرما رہا ہے کہ اے لوگو! میں تم پر عذاب اس لئے نازل نہیں کرتا کہ تم میں میرا محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جلوہ گر ہے۔ لہذا معلوم ہوا کہ سرکارِ اعظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اب بھی ہمارے درمیان ہیں اور درمیان میں وہی ہو سکتا ہے جو حیات ہو۔

القرآن..... **وَلَا تَقُولُوا لِمَن يُقْتَلُ فِي سَبِيلِ اللَّهِ أَمْوَاتٌ ۚ بَلْ أَحْيَاءٌ وَلَٰكِن لَّا تَشْعُرُونَ** (سورۃ بقرہ: ۱۵۴)

ترجمہ..... اور جو خدا کی راہ میں مارے جائیں انہیں مردہ نہ کہو بلکہ وہ زندہ ہیں ہاں تمہیں خبر نہیں۔

اس آیت میں شہداء کے زندہ ہونے کا ذکر ہے اور زندہ ہونا جسم اور روح کے ساتھ ہوتا ہے۔ تفسیر خازن میں ہے کہ شہداء کے جسم قبروں میں محفوظ رہتے ہیں مٹی اُن کو نقصان نہیں پہنچاتی۔ لہذا معلوم ہوا کہ جب شہداء اپنی قبروں میں زندہ ہیں تو انبیائے کرام علیہم السلام کی حیات کا کیا عالم ہوگا؟

القرآن..... فكيف اذا جئنا من كل أمة بشهيد وجئنا بك على هؤلاء شهيدا
ترجمہ..... تو کیسی ہوگی جب ہم ہر امت سے ایک گواہ لائیں گے اور اے محبوب (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) تمہیں ان سب پر گواہ اور
نگہبان بنا کر لائیں۔ (سورہ نساء: ۴۱)

اس آیت سے معلوم ہوا کہ سرکارِ اعظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پوری امت پر جو تا قیامت آئے گی سب پر گواہ اور نگہبان ہیں
آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اپنی امت کی گواہی بھی دیں گے اور پچھلی امتوں کی گواہی بھی دیں گے۔ یاد رہے گواہی ہمیشہ وہ دیتا ہے
جو زندہ اور موجود ہو اور ہر حالات اور واقعات سے باخبر ہو لہذا اس آیت سے سرکارِ اعظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا حاضر و ناظر اور حیات ہونا
ثابت ہے۔

الحديث..... حضرت ابو درداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ سرکارِ اعظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا بے شک اللہ تعالیٰ نے
زمین پر حرام کر دیا کہ وہ انبیائے کرام علیہم السلام کے اجسام کو کھائے پس اللہ کے نبی زندہ ہیں اور رزق دیئے جاتے ہیں۔ (ابن ماجہ)
روایت..... حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ مجھے میرے والد جب بیمار ہوئے تو انہوں نے وصیت کی کہ
مجھے سرکارِ اعظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی قبر انور کے پاس لے جانا اور اجازت طلب کرنا اور کہنا کہ یہ ابو بکر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) ہیں
یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم آپ کے پاس دفن کر دیں۔ اگر وہ اجازت دیں تو مجھے وہاں دفن کرنا اور اگر اجازت نہ دیں تو مجھے
جنت البقیع لے جانا۔ پس آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حجرہ مبارکہ کے دروازے پر لے جایا گیا اور کہا گیا یہ ابو بکر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) ہیں اور
انہوں نے ہمیں وصیت کی کہ اگر آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اجازت دے دیں تو ہم داخل ہو جائیں اور اگر اجازت نہ دیں تو ہم واپس
چلے جائیں پس ہمیں آواز آئی کہ تم داخل کر دو ہم نے کلام سنا اور کسی کو دیکھا نہیں۔

دوسری روایت میں حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ (جب لوگوں نے صدا لگائی) میں نے دروازہ دیکھا کہ وہ کھل گیا اور
میں نے ایک کہنے والے کو کہتے سنا کہ دوست کو دوست کے ساتھ ملا دو بے شک دوست دوست کے ساتھ ملنے کا مشتاق ہے۔
(خصائص کبریٰ، ج ۲ ص ۲۸۱، ۲۸۲)

یہ اہلسنت پر الزام ہے کہ ہم سرکارِ اعظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ہر جگہ ہر وقت حاضر و ناظر ہونا مانتے ہیں بلکہ ہمارا عقیدہ یہ ہے کہ
اللہ تعالیٰ نے سرکارِ اعظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو یہ قوت اور اختیار دیا ہے کہ وہ جہاں چاہیں تصرف فرما سکتے ہیں لہذا اللہ تعالیٰ کے
شاہد و موجود ہونے اور سرکارِ اعظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ہونے میں بہت فرق ہے دوسرا فرق ذاتی اور عطائی کا بھی ہے
اس لئے برابری کے امکانات ختم ہو گئے اور جب برابری نہ رہی تو شرک بھی نہ ہوا۔

غیر اللہ کا وسیلہ پکڑنا

اللہ تعالیٰ کے نیک بندوں کا وسیلہ پکڑنے کا حکم قرآن مجید میں دیا گیا ہے جس پر صحابہ کرام علیہم الرضوان کا عمل بھی رہا ہے اور جو وسیلے کا انکار کرتے ہیں وہ اس کو ضرور پڑھیں۔

القرآن..... **يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ وَبْتَغُوا إِلَيْهِ الْوَسِيلَةَ** (سورۃ مائدہ: ۳۵)

ترجمہ..... اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو اور اس کی طرف وسیلہ ڈھونڈو۔

فائدہ..... مذکورہ آیت میں وسیلہ سے مراد محبوبانِ خدا ہیں جن لوگوں نے اس کا انکار کر کے صرف اعمالِ صالحہ مراد لئے ہیں اُن کی غلط فہمی کو دور کرنے کیلئے محقق شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی علیہ الرحمۃ کا قول کافی ہے، آپ نے اس آیت سے استدلال کیا اور فرمایا کہ یہ ممکن نہیں کہ وسیلہ سے ایمان مراد لیا جائے اس لئے کہ خطاب الہی ایمان سے ہے چنانچہ **يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا** اس پر دلیل ہے اور عملِ صالح بھی مراد نہیں ہو سکتا کیونکہ وہ تقویٰ میں داخل ہے اس واسطے کہ تقویٰ عبادت ہے احوالِ اوامر اور اجتنب نواہی سے اس واسطے کہ قاعدہ عطف کا مغائر بن المعطوف والمعطوف علیہ کا محقق ہے اور اسی طرح جہاد بھی مراد نہیں ہو سکتا کہ وہ تقویٰ میں داخل ہے۔ (حاشیہ القول الجلیل از شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی علیہ الرحمۃ)

القرآن..... **وَكَانُوا مِنْ قَبْلِ يَسْتَفْتِحُونَ عَلَى الَّذِينَ كَفَرُوا** (سورۃ بقرہ: ۸۹)

ترجمہ..... اور اس سے پہلے وہ اس نبی (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کے وسیلے سے کافروں پر فتح مانگتے تھے۔

تفسیر..... تفسیر خازن میں ہے کہ یہود سرکارِ اعظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے دُنیا میں آنے سے قبل برکت اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے وسیلہ سے کفار یعنی مشرکین عرب پر فتح و نصرت مانگتے تھے جب انہیں مشکل پیش آتی تو یہ دعا کرتے یا ربّ جل جلالہ ہماری مدد فرما اس نبی (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کا صدقہ جو آ خر زمانہ میں تشریف لائیں گے جن کے صفات ہم تو رات میں پاتے ہیں یہ دعا مانگتے تھے اور کامیاب ہوتے تھے۔ (تفسیر خازن)

تفسیر..... حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی علیہ الرحمۃ تفسیر فتح العزیز میں فرماتے ہیں کہ یہودی قرآن مجید کے نازل ہونے سے پہلے سرکارِ اعظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نبوت اور تمام انبیائے کرام علیہم السلام پر آپ کی فضیلت کے معترف و مقرر تھے اس لئے جنگ اور اپنی شکست کے خوف کے وقت اللہ تعالیٰ سے سرکارِ اعظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے نام کے ساتھ فتح و نصرت طلب کرتے تھے اور جانتے تھے کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا نام پاک اس قدر برکت رکھتا ہے کہ اس کے ذکر و توسل سے فتح و نصرت حاصل ہوتی ہے۔

الحديث..... حضرت عثمان بن حنیف رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ ایک اندھا شخص سرکارِ اعظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بارگاہ میں آیا اور کہا یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم! میری بینائی کیلئے دعا کیجئے۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا اگر چاہو تو میں دعا کروں اور اگر چاہو تو صبر کرو یہ بہتر ہے۔ اس نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم! دعا فرمائیے۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اچھی طرح وضو کر کے اس طرح دعا کرو اے اللہ تعالیٰ! میں محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کے وسیلے سے بینائی چاہتا ہوں اُس نابینا نے ایسا ہی کیا اور آنکھوں کی روشنی دُورست ہو گئی۔ (ترمذی، ابن ماجہ، نسائی، بیہقی)

الحديث..... بخاری شریف میں ہے کہ سرکارِ اعظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ تم کو فتح ملتی ہے اور روزی دی جاتی ہے بزرگوں فقیروں کے وسیلے سے۔ (بخوالہ مشکوٰۃ شریف، باب الفقراء)

الحديث..... محمد بن طلحہ (اپنے باپ) طلحہ بن (مصرف بن عمرو الیامی) سے روایت کرتے ہیں اور وہ مصعب بن سعد (بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ) سے روایت کرتے ہیں انہوں نے کہا حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے گمان کیا کہ اُن کو (بسبب شجاعت یا بوجہ کثرت مال و غناء) دوسروں پر فضیلت حاصل ہے سرکارِ اعظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا، انہی لوگوں کے سبب اور وسیلہ سے تمہیں رزق ملتا ہے۔ (بخوالہ بخاری شریف)

الحديث..... حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ جب لوگ قحط سالی میں مبتلا ہوتے تو حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے وسیلہ سے بارش کی دعا کرتے اور کہتے اے اللہ تعالیٰ! تیری بارگاہ میں ہم اپنے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا وسیلہ پیش کیا کرتے تھے تو تو ہم پر رحمت کی بارش فرما دیا کرتا تھا اور اب ہم تیری بارگاہ میں اپنے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے چچا جان حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا وسیلہ لے کر آئے ہیں ہم پر بارانِ رحمت نازل فرما۔ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ اُن پر بارش برس پڑی۔ (بخوالہ بخاری شریف)

اللہ تعالیٰ وسیلے کا محتاج نہیں بلکہ ہم گناہگاروں کو وسیلے کی ضرورت ہے اللہ تعالیٰ سے بلا واسطہ (ڈائریکٹ) مانگنے میں کسی کو اختلاف نہیں۔ ہم اہلسنت و جماعت کا یہ عقیدہ ہے کہ کسی نیک ہستی کے وسیلے سے مانگنے سے اللہ تعالیٰ جلد سنتا اور دعاؤں نہیں فرماتا۔

بد مذہبوں کی دلیل کا جواب

بد مذہب کہتے ہیں کہ اعمال کا وسیلہ مانگنا چاہئے، انبیائے کرام علیہم السلام اور اولیاء اللہ رحمہم اللہ کا وسیلہ نہیں۔

کوئی بھی مسلمان اس بات کی سند نہیں دے سکتا کہ ہمارے اعمال اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں مقبول ہیں۔ اب آپ خود فیصلہ کر لیجئے کہ اعمال کا وسیلہ مضبوط ہوا کہ انبیائے کرام علیہم السلام اور اولیاء اللہ رحمہم اللہ کا۔

’ما اهل به لغير الله‘ کا مطلب اور نذر و نیاز

عام طور پر اہلسنت پر یہ الزام لگایا جاتا ہے وہ غیر اللہ کے نام پر جانور ذبح کرتے ہیں اور بد نصیبی اُن لوگوں کی یہ ہے کہ جو آیات بتوں کے حق میں نازل ہوئیں وہ مسلمانوں پر چسپاں کرتے ہیں، لہذا آپ ملاحظہ کریں کہ ایسے لوگ دین میں خیانت کرتے ہیں۔

القرآن..... **انما حرم علیکم المیتة والدم ولحم الخنزیر وما اهل به لغير الله** ○

ترجمہ..... درحقیقت (ہم نے) تم پر حرام کیا مردار اور خون اور سور کا گوشت اور جس پر اللہ کے سوا (کسی اور کا نام) پکارا گیا ہو۔

(پ ۲۔ سورہ بقرہ۔ رکوع ۵)

القرآن..... **حرمت علیکم المیتة والدم ولحم الخنزیر وما اهل به لغير الله** ○

ترجمہ..... حرام کر دیا گیا تم پر مردار اور خون اور سور کا گوشت اور وہ جانور جس پر اللہ کے سوا کسی اور کا نام پکارا گیا ہو۔

(پ ۵۔ سورہ مائدہ۔ رکوع ۵)

ان آیات میں ’ما اهل به لغير الله‘ سے کیا مراد ہے؟

☆ تفسیر وسط علامہ واحدی میں ہے کہ ’ما اهل به لغير الله‘ کا مطلب یہ ہے کہ جو بتوں کے نام پر ذبح کیا گیا ہو۔

☆ شاہ ولی اللہ محدث دہلوی علیہ الرحمۃ نے اپنے ترجمان القرآن میں ’ما اهل به لغير الله‘ سے مراد لکھا ہے کہ

جو بتوں کے نام پر ذبح کیا گیا ہو۔

☆ تفسیر روح البیان میں علامہ اسماعیل حقانی علیہ الرحمۃ نے ’ما اهل به لغير الله‘ سے مراد یہی لیا ہے کہ جو بتوں کے نام پر

ذبح کیا گیا ہو۔

☆ تفسیر بیضاوی پارہ ۲ رکوع نمبر ۵ میں ہے کہ ’ما اهل به لغير الله‘ کے معنی یہ ہیں کہ جانور کے ذبح کے وقت

بجائے خدا کے بت کا نام لیا جائے۔

ان تمام معتبر تفاسیر کی روشنی میں واضح ہو گیا کہ یہ تمام آیتیں بتوں کے رد میں نازل ہوئی ہیں لہذا اسے مسلمانوں پر چسپاں کرنا

کھلی گمراہی ہے۔

مسلمانوں کا نذر و نیاز کرنا

مسلمان اللہ تعالیٰ کو اپنا خالق و مالک جانتے ہیں اور جانور ذبح کرنے سے پہلے 'بسم اللہ اللہ اکبر' پڑھ کر اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں پیش کرتے ہیں پھر کھانا پکوا کر اللہ تعالیٰ کے ولی کی روح کو ایصالِ ثواب کیا جاتا ہے۔ لہذا اس میں کوئی شرک والی بات نہیں بلکہ جائز ہے۔

ایصالِ ثواب کیلئے بزرگوں کی طرف منسوب کرنا

الحديث..... حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی والدہ کے ایصالِ ثواب کیلئے کنواں کھدوا کر فرمایا: 'هَذِهِ لِأُمِّ سَعْدٍ' یہ کنواں سعد کی والدہ کیلئے ہے۔ (ابوداؤد، نسائی، ابن ماجہ)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ کھانے پینے کی چیزوں کی نسبت کسی فوت شدہ کی طرف کرنے سے وہ حرام نہیں ہوتیں ورنہ صحابی رسول ایسا نہ کرتے۔

الحديث..... حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ سرکارِ اعظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے عید الاضحیٰ پر ایک مینڈھا ذبح کر کے فرمایا یہ قربانی میری اور میری اُمت کے ان اشخاص کی طرف سے جنہوں نے قربانی نہیں کی۔ (بحوالہ ابوداؤد، کتاب الضاحی)

جس طرح سرکارِ اعظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ کیلئے قربانی کر کے اس کو اپنی اُمت کی طرف منسوب فرمایا اسی طرح مسلمان اللہ تعالیٰ کیلئے قربانی کر کے اس کو اولیاء اللہ کی طرف منسوب کرتے ہیں۔

الغرض کہ نام نذر و نیاز کا ہے مگر درحقیقت ایصالِ ثواب ہی بنیاد ہے لہذا بدگمان لوگ اپنی بدگمانی دور کریں اور شریعتِ مطہرہ کو سمجھیں کیونکہ یہی اسلامی عقیدہ ہے۔

شاہ عبد العزیز محدث دہلوی علیہ الرحمۃ کا فتویٰ

حضرت شاہ عبد العزیز محدث دہلوی علیہ الرحمۃ اپنے فتاویٰ کی جلد اول کے صفحہ نمبر ۷ پر فرماتے ہیں کہ نیاز کا وہ کھانا جس کا ثواب حضرت امام حسن و حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو پہنچایا جائے اور اس پر فاتحہ، قل شریف اور درود شریف پڑھا جائے تو وہ کھانا برکت والا ہو جاتا ہے اور اس کا تناول کرنا بہت اچھا ہے۔

ایصالِ ثواب کی تعریف

ایصالِ ثواب کا معنی ہے ثواب پہنچانا۔ ایک زندہ شخص دوسرے زندہ شخص کو کھانا کھلا سکتا ہے، پانی پلا سکتا ہے، کپڑا پہنا سکتا ہے، ثواب ایصال کر سکتا ہے اور ہر قسم کا فائدہ پہنچا سکتا ہے اسی طرح انسان کے مرنے کے بعد بھی ایک مسلمان نیکی کر کے اس کا ثواب اپنے مرحومین کو پہنچا سکتا ہے اگر مرحوم گنہگار ہے تو یہ ثواب اس کے گناہوں کو مٹانے والا ہوگا اور اگر مرحوم نیک تھا تو یہ ثواب اس کیلئے درجات میں بلندی کا ذریعہ بنے گا۔

ایصالِ ثواب کا میت کو پہنچنا

میت کو ایصالِ ثواب ضرور پہنچتا ہے بلکہ احادیث میں سرکارِ اعظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے خود ایصالِ ثواب کی تلقین فرمائی۔
الحديث..... حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ سرکارِ اعظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایماندار آدمی مرنے کے بعد اپنے اعمال اور حسنات کو پاتا ہے خواہ کوئی علم ہو جو دوسروں کو پڑھایا ہو، پھیلایا ہو یا فرزندِ صالح جو اس نے پیچھے چھوڑا ہو، یا قرآن مجید جو کسی دوسرے کے ملک کر دیا ہو، یا مسجد جس کو اس نے تعمیر کیا ہو، یا کوئی مہمان سرا جو مسافروں کیلئے تعمیر کیا ہو، یا نہر جو اس نے جاری کی ہو، یا صدقہ جو اس نے اپنے مال سے اپنی صحت کی حالت میں فی سبیل اللہ نکالا ہو۔ (بحوالہ ابن ماجہ)
الحديث..... حضرت معقل بن یسار رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ وہ کہتے ہیں کہ سرکارِ اعظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اپنے مُردوں (مرحومین) پر سورۃ یٰسین شریف پڑھا کرو۔ (ابوداؤد شریف)
الحديث..... حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ سرکارِ اعظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ البتہ اللہ تعالیٰ اپنے صالح بندے کے درجے جنت میں بلند کرتا ہے تو وہ کہتا ہے کہ اے میرے پروردگار جل جلالہ! یہ درجے کیونکر بلند ہوئے تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ تیرے بیٹے کے تیرے لئے استغفار کرنے کے سبب سے۔ (بحوالہ احمد)
معلوم ہوا کہ ایصالِ ثواب کرنے سے نہ صرف میت کو ثواب پہنچتا بلکہ اس کے درجات بھی بلند ہوتے ہیں۔

سوئم اور چہلم کی شرعی حیثیت

سوئم اور چہلم مرحوم کیلئے ایصالِ ثواب کا ایک ذریعہ ہے۔ قرآن مجید کی تلاوت اور خیرات وغیرہ کا سلسلہ تو میت کے انتقال کے وقت سے ہی شروع ہو جاتا ہے لیکن چونکہ شرعاً تعزیت کا وقت تین دن ہے اس لئے تعزیت کے آخری دن لوگ زیادہ تعداد میں جمع ہو کر تلاوتِ قرآن مجید، کلمہ طیبہ اور درود شریف پڑھ کر میت کو ایصالِ ثواب کرتے ہیں۔

دلیل..... جب کوئی مسلمان وفات پاتا ہے تو اسے شروع کے دنوں میں ایصالِ ثواب کی زیادہ حاجت ہوتی ہے اسلئے برصغیر کے محدث تیرہویں صدی کے مجددِ شاہ عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ میت کے انتقال کے بعد سات روز تک صدقہ کیا جائے۔ جمعہ کی رات کو میت کی روح اپنے گھر آتی ہے اور دیکھتی ہے کہ اس کی طرف سے اس کے گھر والے صدقہ کرتے ہیں یا نہیں۔ (بحوالہ اشعۃ اللمعات)

مزارات کی تعمیر اور حاضری کی شرعی حیثیت

مزارات کی تعمیر جائز ہے جیسا کہ قرآن مجید میں موجود ہے۔

القرآن..... **وَكَذَلِكَ اَعَشَرْنَا عَلَيْهِمْ لِيَعْلَمُوا اَن وَعْدَ اللّٰهِ وَاَن السَّاعَةَ لَا رَيْبَ فِيهَا اِذِ يَتَنَازَعُونَ بَيْنَهُمْ اَمْرُهُمْ فَيَقَالُوا اِئْتُوا عَلَيْهِم بِبَنِيَانَا ط قَالَ الَّذِيْنَ غَلَبُوا عَلٰى اَمْرِهِمْ لَنَتَّخِذَنَّ عَلَيْهِم مَّسْجِدًا (پ ۱۵۔ سورہ کہف: ۲۱)**

ترجمہ..... اور اسی طرح ہم نے ان کی اطلاع کر دی کہ لوگ جان لیں کہ اللہ تعالیٰ کا وعدہ سچا ہے اور قیامت میں کچھ شبہ نہیں جب وہ لوگ ان کے معاملے میں باہم جھگڑنے لگے تو بولے ان کے غار پر کوئی عمارت بناؤ ان کا رب انہیں خوب جانتا ہے وہ بولے جو اس کام میں غالب رہے تھے قسم ہے کہ ہم تو ان پر مسجد بنائیں گے۔

تفسیر..... مشائخ کرام اور علمائے کرام کے مزارات کے ارد گرد یا اس کے قریب میں کوئی عمارت بنانا جائز ہے اس کا ثبوت مندرجہ بالا آیت سے ملتا ہے قرآن مجید نے اصحابِ کہف کا قصہ بیان فرماتے ہوئے کہا:

قَالَ الَّذِيْنَ غَلَبُوا عَلٰى اَمْرِهِمْ لَنَتَّخِذَنَّ عَلَيْهِم مَّسْجِدًا

وہ بولے اس کام میں غالب رہے کہ ہم تو ان پر مسجد بنائیں گے۔

تفسیر روح البیان میں علامہ اسماعیل حقی علیہ الرحمۃ نے اس آیت میں بُنِیَانًا کی تفسیر میں فرمایا۔

دلیل..... یعنی انہوں نے کہا کہ اصحاب کہف پر ایسی دیوار بناؤ جو ان کی قبر کو گھیرے اور ان کے مزارات کے جانے پر محفوظ ہو جاوے جیسے کہ سرکارِ اعظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی قبر شریف چار دیواری سے گھیر دی گئی ہے مگر یہ بات نامنظور ہوئی تب مسجد بنائی گئی۔

مسجدًا کی تفسیر میں تفسیر روح البیان میں ہے کہ یصلی فیہ المسلمون ویتبرکون بمکانہم یعنی لوگ اس میں نماز پڑھیں اور ان سے برکت لیں قرآن مجید نے ان کی دو باتوں کا ذکر فرمایا ایک تو اصحاب کہف کے گرد قبر اور مقبرہ بنانے کا مشورہ کرنا دوسرے ان کے قریب مسجد بنانا اور کسی بات کا انکار نہ فرمایا جس سے معلوم ہوا کہ مزارات اور قبر بنانا اور قریب میں مسجد بنانا اس وقت بھی جائز تھے اور اب بھی جائز ہیں اگر غلط ہوتے تو قرآن مجید کبھی اس کا حکم نہیں دیتا۔ مزاراتِ اولیاء شعائر اللہ ہیں اور اس سے برکتیں حاصل کرنا اور اس کی تعمیر قرآن مجید سے ثابت ہے۔

دلیل..... کتبِ اصول سے ثابت ہے کہ 'شرائع قبلنا یلزمنا' سرکارِ اعظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے جسم اطہر کو سیدہ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے حجرے میں رکھا گیا ہے اگر یہ جائز نہ تھا تو صحابہ کرام علیہم الرضوان اس کو گرا دیتے پھر تہ فین فرماتے مگر یہ نہ کیا بلکہ قاطع شرک و بدعت حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے زمانہ خلافت میں اس کے گرد کچی اینٹوں کی گول دیوار کھینچوا دی پھر ولید بن عبد الملک کے زمانے میں صحابی رسول حضرت عبد اللہ ابن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے تمام صحابہ کرام علیہم الرضوان کی موجودگی میں اس عمارت کو نہایت مضبوط بنایا اور اس میں پتھر لگوائے۔

دلیل..... بخاری جلد اول کتاب الجنائز باب ما جاء فی قبر النبی وابی بکر و عمرؓ میں ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ولید ابن عبد الملک کے زمانے میں روضہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ایک دیوار گر گئی تو 'اخذو فی بنائہ' صحابہ کرام علیہم الرضوان اس دیوار کے بنانے میں مشغول ہو گئے۔

دلیل..... بخاری جلد اول کتاب الجنائز اور مشکوٰۃ باب البرکات علی المیت میں ہے کہ حضرت امام حسن ابن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا انتقال ہوا تو ان کی بیوی نے ان کی قبر پر ایک سال تک قبہ ڈالے رکھا۔

یہ بھی صحابہ کرام علیہم الرضوان کی موجودگی میں ہوا مگر کسی نے انکار نہ کیا۔

دلیل..... تفسیر روح البیان جلد تیسری پہلا پارہ 'انما یحمر مسجد اللہ من امن باللہ' کے تحت لکھتے ہیں کہ علماء اور اولیاء اللہ کی قبروں پر عمارت بنانا جائز ہے جبکہ اس کا مقصد لوگوں کی نظروں میں عظمت پیدا کرنا ہوتا کہ لوگ اس قبر کو حقیر نہ جانیں۔

بد مذہب اس حدیث کو بنیاد بناتے ہیں۔

الحديث..... حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو سرکارِ اعظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حکم دیا کہ تصویر مٹا دو اور اونچی قبروں کو برابر کر دو۔

بد مذہبوں کی دلیل کا جواب

☆ جن قبروں کو گرا دینے کا حکم حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دیا گیا وہ مسلمانوں کی قبریں نہیں تھیں بلکہ کفار کی قبریں تھیں۔ کیونکہ ہر صحابی (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کے دفن میں سرکارِ اعظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم خود شرکت فرماتے تھے نیز صحابہ کرام علیہم الرضوان کوئی کام سرکارِ اعظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے مشورے کے بغیر نہ کرتے تھے لہذا اس وقت جس قدر مسلمانوں کی قبریں بنیں وہ یا تو سرکارِ اعظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی موجودگی میں یا آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی اجازت سے بنیں تو وہ کون سے مسلمانوں کی قبریں تھیں جو کہ ناجائز بن گئیں اور ان کو برابر کرنا پڑا؟ ہاں البتہ غیر مسلموں، عیسائیوں کی قبریں اونچی ہوتی تھیں جس کو مٹانے کا حکم سرکارِ اعظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دیا جس کی دلیل یہ حدیث ہے۔

دلیل..... بخاری شریف جلد اول صفحہ ۶۱ میں ایک باب باندھا 'باب هل ينبش قبور مشركى الجاهلية' کیا مشرکین زمانہ جاہلیت کی قبریں اکھیڑ دی جاویں اسی کی شرح میں امام ابن حجر فتح الباری شرح صحیح بخاری جلد دوم صفحہ ۲۶ میں فرماتے ہیں کہ انبیائے کرام علیہم السلام اور ان کے متبعین کے سوا ساری قبریں ڈھائی جائیں کیونکہ اللہ تعالیٰ کے نیک بندوں کی قبریں ڈھانے (مٹانے) میں اُن کی توہین ہے۔

الحمد للہ قرآن و حدیث اور فقہی عبارات بلکہ مستند کتب سے یہ ثابت ہو گیا کہ اولیاء اللہ کی قبر پر گنبد وغیرہ بنانا جائز ہے عقل بھی چاہتی ہے کہ یہ جائز ہونا چاہئے عام کچی قبروں کا عوام کی نگاہ میں نہ ادب ہوتا ہے نہ احترام، نہ زیادہ فاتحہ نہ کچھ اہتمام ہوتا ہے بلکہ لوگ پیروں تلے اس کو روندتے ہیں اور اگر کسی قبر کو پختہ دیکھتے ہیں غلاف وغیرہ رکھا ہوا پاتے ہیں تو سمجھتے ہیں کہ یہ کسی بزرگ کی قبر ہے خود بخود فاتحہ کو ہاتھ اٹھ جاتا ہے۔ مشکوٰۃ شریف باب الدفن میں اور مشکوٰۃ کی شرح مرقات میں ہے کہ مسلمانوں کا زندگی اور موت کے بعد ایک سا ادب ہونا چاہئے۔

قرآن مجید نے مزاراتِ اولیاء کو بابرکت قرار دیا ہے لہذا وہاں کی حاضری بھی بابرکت ہے۔

القرآن..... سُبْحَنَ الَّذِي اسْرٰى بَعْبِدِهٖ لَيْلًا مِّنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ اِلَى الْمَسْجِدِ الْاَقْصٰى الَّذِي

بُرْكْنَا حَوْلَهٗ لَنُرِيَهٗ مِنْ اٰيٰتِنَا ۚ اِنَّهٗ هُوَ السَّمِیْعُ الْبَصِیْرُ (پ ۱۵۔ سورۃ بنی اسرائیل: ۱)

ترجمہ..... پاکی ہے اسے جو اپنے بندے کو راتوں رات لے گیا مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ تک جس کے ارد گرد ہم نے برکت رکھی کہ ہم اسے اپنی عظیم نشانیاں دکھائیں بے شک وہ سنتا اور جانتا ہے۔

اس آیت میں فرمایا کہ جس کے ارد گرد ہم نے برکت رکھی اس سے مراد مفسرین نے اللہ تعالیٰ کے نیک بندوں کے مزارات لئے ہیں کیونکہ مسجد اقصیٰ کے ارد گرد اللہ تعالیٰ کے نیک بندوں کے مزارات ہیں انہی کو برکت کی جگہ قرار دیا گیا ہے۔

دیوبندیوں کے پیشوا مولوی اشرف علی تھانوی صاحب نے اپنی تفسیر میں 'الذی برکنا حوله' کے تحت مسجد اقصیٰ کے ارد گرد برکتوں سے مراد اللہ تعالیٰ کے نیک بندوں کے مزارات لئے ہیں۔

الحديث..... (گورنر مدینہ) مروان آیا اس نے ایک شخص کو (سرکارِ اعظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کی قبر انور پر چہرہ رکھے ہوئے دیکھا تو مروان نے اس شخص کو گردن سے پکڑا اور کہا کیا تو جانتا ہے کہ تو کیا کر رہا ہے؟ (اس نے) کہا ہاں۔ پس اس شخص کی طرف (مروان) نے توجہ کی تو اچانک (کیا دیکھا کہ) وہ صحابی رسول حضرت ابویوب انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھے فرمانے لگے میں کسی پتھر کے پاس نہیں آیا میں تو سرکارِ اعظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا ہوں میں نے سرکارِ اعظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے سنا ہے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ دین پر اس وقت روؤ جب دین کا ولی (حکمران) نا اہل ہو اس لئے میں اپنے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں آ کر رو رہا ہوں۔ (بحوالہ المسند رک (امام حاکم) جلد چہارم صفحہ ۵۱۵۔ مسند احمد، جلد پنجم صفحہ ۴۲۲)

فائدہ..... معلوم ہوا صحابہ کرام علیہم الرضوان کو کوئی بھی مسئلہ درپیش ہوتا تو سرکارِ اعظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے مزار اقدس پر حاضر ہو کر چٹ کر روتے تھے۔

الحديث..... داری نے اپنی مسند میں ابی الجوزا سے روایت کی کہ اہل مدینہ پر شدید قسم کا قحط پڑا لوگ اُم المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی خدمت میں شکایت لے کر آئے۔ اُم المؤمنین نے فرمایا کہ جاؤ اور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی قبر شریف کی چھت کو اوپر کی طرف سے گول دائرہ کی شکل میں پھاڑ دو تا کہ آسمان اور قبر شریف کے درمیان چھت نہ رہے۔ ان لوگوں نے ایسا ہی کیا۔ بارش برسی اور اتنی برسی کے خوب گھاس اُگا، اونٹ اس طرح فریبہ ہو گئے گویا چربی سے پھٹے جاتے تھے اس لئے اس برس کا نام ہی 'عام الغنق' پڑ گیا۔

فائدہ..... الفاضل المراغی نے کہا کہ جب کبھی خشک سالی ہوتی تو اہل مدینہ کا یہی طریقہ ہے یعنی سرکارِ اعظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے مزار پر حاضر ہو جاتے۔

شیخ السمو دی المدنی نے کہا کہ آجکل سرکارِ اعظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی قبر شریف کا دروازہ کھول دیتے ہیں تاکہ موجد مبارک نظر آئے اور یہی طریقہ تو یہاں وصال کے بعد بھی وسیلہ ثابت ہوا۔ (بحوالہ وفاء الوفاء)

☆ حضرت امام شافعی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ میں امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مزار پر تبرک حاصل کرتا ہوں اور ان کے مزار پر آتا ہوں جب مجھے کوئی حاجت پیش آئے تو امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مزار پر آ کر دو رکعت نفل ادا کرتا ہوں اور ان کے مزار پر اللہ تعالیٰ سے ان کے وسیلے سے دعا کرتا ہوں تو میری حاجت جلد پوری ہوتی ہے۔ (بحوالہ مقدمہ شامی، صفحہ ۲۳)

☆ حضرت امام شافعی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ حضرت موسیٰ کاظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مزار پر آ کر دعا کرنا دعا کی قبولیت کیلئے بہت اچھا نسخہ ہے۔ (حاشیہ مشکوٰۃ شریف فی باب زیارت القبر)

☆ شارح بخاری علامہ احمد قسطلانی ارشاد الساری میں نقل فرماتے ہیں کہ سن ۶۱۲ھ میں سمرقند کے لوگ قحط کے سبب مشکلات سے دوچار ہوئے اُن میں سے ایک نیک شخص سمرقند کے قاضی کے پاس آیا اور اپنا خواب بیان کیا کہ آپ لوگوں سمیت امام بخاری علیہ الرحمۃ کے مزار کی طرف رواں دواں ہیں۔ علامہ احمد قسطلانی علیہ الرحمۃ تحریر فرماتے ہیں کہ قاضی نے جب یہ خواب سنا تو کہا 'نَعْمَ مَا رَأَيْتَ' یعنی تو نے بہت اچھا خواب دیکھا ہے۔ چنانچہ قاضی کیساتھ وہاں کے لوگوں نے حضرت امام بخاری علیہ الرحمۃ کے مزار پر حاضری دی اس بناء پر سات دن بارش ہوئی اور قحط سالی سے نجات حاصل ہوئی۔

معلوم ہوا کہ اولیاء اللہ کے مزارات پر حاضری جائز ہے اور ان کے وسیلے سے دعا مانگنا بھی جائز ہے۔

بسا اوقات شیطان دل میں یہ دوسوہ ڈالتا ہے کہ مزارات کے باہر خرافات اور ڈھول دھماکوں کا بازار گرم رہتا ہے اور بعض بے وقوف لوگ صاحب مزار کو سجدہ کرتے ہیں لہذا مزارات پر حاضری دینا ہی ناجائز و حرام ہے۔ شیطان کے اس وار کی مثال تو ایسے ہے جیسے کسی شخص نے عیسائی کو اسلام قبول کرنے کی دعوت دی تو اُس عیسائی نے جواب دیا میں اسلام ہرگز قبول نہیں کروں گا کیونکہ مسلمان جھوٹے اور دھوکے باز ہیں۔ تو کیا ایسے شخص کو اس طرح سمجھایا جائے گا کہ بے عمل، جھوٹے اور شریعت سے ناواقف لوگوں کا فعل ہمارے دین اسلام میں دلیل و حجت نہیں۔ دلیل و حجت ہمارے لئے اسلام کے قوانین ہیں جن میں ان چیزوں کی ممانعت ثابت ہے۔ اس گفتگو کے پیش نظر شیطان کا وار بھی ناکام ہو چکا کہ مزارات کی بے حرمتی کرنے والے جاہل لوگوں کا عمل دلیل و حجت نہیں جس طرح اسلام کی دعوت قبول کرنے میں بے عمل لوگوں کا فعل رکاوٹ نہیں اسی طرح بزرگان دین کے مزارات سے فیض لینے میں جاہلوں کا عمل کیوں رکاوٹ بن سکتا ہے؟

القرآن..... (ترجمہ) اللہ کے سوا جن کو پوجتے ہیں وہ کچھ بھی نہیں بناتے اور وہ خود بنائے ہوئے ہیں مُردہ ہیں زندہ نہیں اور انہیں خبر نہیں لوگ کب اٹھائیں جائیں گے۔ (سورہ نحل: ۲۱)

القرآن..... (ترجمہ) بیشک وہ جن کو تم اللہ کے سوا پوجتے ہو تمہاری طرح بندے ہیں تو انہیں پکارو پھر وہ تمہیں جواب دیں گے اگر تم سچے ہو کیا اُن کے پاؤں ہیں جن سے چلیں یا ان کے ہاتھ ہیں جن سے گرفت کریں یا ان کی آنکھیں ہیں جن سے وہ دیکھیں یا ان کے کان ہیں جن سے وہ سنیں۔ (پ ۹۔ سورہ اعراف: ۱۹۳، ۱۹۵)

ان آیات کی تفسیر کے تحت مفسرین فرماتے ہیں کہ یہ آیتیں بتوں کے متعلق نازل ہوئیں بت عاجز ہیں ایسے کو پوجنا اور معبود بنانا بڑی گمراہی ہے اور اللہ تعالیٰ کے مملوک و مخلوق کسی طرح پوجنے کے قابل نہیں اس پر بھی اگر تم انہیں معبود کہتے ہو؟

شانِ نزول..... سرکارِ اعظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے جب بت پرستی کی مذمت کی اور بتوں کی عاجزی اور بے اختیاری کا بیان فرمایا تو مشرکین نے دھمکایا اور کہا کہ بتوں کو برا کہنے والے تباہ ہو جاتے ہیں، برباد ہو جاتے ہیں، یہ بت انہیں برباد کر دیتے ہیں اس پر یہ آیت نازل ہوئی کہ اگر بتوں میں کچھ قدرت سمجھتے ہو تو انہیں پکارو اور میری نقصان رسانی میں ان سے مدد لو اور تم بھی جو مکر و فریب کر سکتے ہو وہ میرے مقابلہ میں کرو اور اس میں دیر نہ کرو مجھے تمہارے معبودوں کی کچھ بھی پرواہ نہیں اور تم سب میرا کچھ بھی نہیں بگاڑ سکتے۔ (تفسیر خزائن العرفان)

القرآن..... (ترجمہ) اور بہت بڑا داد کھیلے اور بولے ہرگز نہ چھوڑنا اپنے خداؤں کو اور ہرگز نہ چھوڑنا وَاَوْذِ اور نہ سُوَاع اور یغوث اور یعوق اور نسر کو۔ (پ ۲۹۔ سورہ نوح: ۲۳)

تفسیر..... اس آیت کی تفسیر میں مفسرین فرماتے ہیں کہ یہ اُن بتوں کے نام ہیں جنہیں وہ پوجتے تھے بت تو اُن کے بہت تھے مگر یہ پانچ اُن کے نزدیک بڑی عظمت والے تھے..... 'وَدُ' تو مرد کی صورت پر تھا اور 'سُوَاع' عورت کی صورت پر اور 'یغوث' شیر کی شکل اور 'یعوق' گھوڑے کی اور 'نسر' کرگس کی یہ بت قوم نوح سے منتقل ہو کر عرب میں پہنچے اور مشرکین کے قبائل سے ایک ایک نے ایک ایک کو اپنے لئے خاص کر لیا یہ بت بہت سے لوگوں کیلئے گمراہی کا سبب بنے۔ (تفسیر خزائن العرفان)

مُردہ، اندھا اور بہرہ اس قسم کے الفاظ اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں ولیوں کے بارے میں نہیں فرما سکتا کیونکہ اپنے دوستوں کیلئے ایسے الفاظ نہیں کہے جاتے یہ الفاظ بتوں ہی کیلئے ہیں وہ پتھر ہیں اندھے، بہرے اور مُردہ ہیں۔

وہ آیات جو بتوں پر نازل ہوئی ہیں بد مذہب اُن آیات کو مسلک حق اہلسنت و جماعت پر چسپاں کرتے ہیں حالانکہ ہم اولیاء اللہ رحمہم اللہ کی عبادت نہیں کرتے بلکہ اللہ تعالیٰ کی ذات کا مظہر جان کر اُن سے محبت و عقیدت رکھ کر اُن سے مدد طلب کرتے ہیں وہ اللہ تعالیٰ کی عطا سے مدد فرماتے ہیں۔

تفسیر قرآن..... (ترجمہ) اور اُن سے بڑھ کر گمراہ کون ہے جو اللہ کے سوا ایسوں کو پوجتے جو قیامت تک اس کی نہ سنیں اور انہیں ان کی پوجا کی خبر تک نہیں اور جب لوگوں کا حشر ہوگا وہ ان کے دشمن ہوں گے اور ان سے منکر ہو جائیں گے۔ (پ ۲۶۔ سورہ احقاف: ۶۰۵)

تفسیر..... یہ آیت بھی بُت پرستوں کی مذمت میں نازل ہوئی مفسرین فرماتے ہیں کہ اس آیت میں بتوں کو حماد اور بے جان فرمایا گیا قیامت کے دن بُت اپنے مُجاریوں سے کہیں گے جو ان کی عبادت کرتے تھے بُت قیامت کے دن کہیں گے ہم نے ان کو عبادت کی دعوت نہیں دی درحقیقت یہ اپنی خواہشوں کے پرستار تھے۔ (تفسیر خزائن العرفان)

بُت قیامت کے دن دشمن اور اولیاء شفاعت کریں گے

الحديث..... ابن ماجہ شریف کی حدیث میں ہے کہ اولیاء اللہ سے دوزخی قیامت میں ملیں گے تو انہیں یاد کروائیں گے کہ دنیا میں انہوں نے اس (ولی اللہ) کو پانی پلایا تھا، وضو کا پانی دیا تھا، اتنے پر ہی وہ ولی اللہ اس کی شفاعت (سفارش) کرے گا اور اس طرح اُسے بخشش دلائے گا۔ (ابن ماجہ)

فائدہ..... آپ نے گزشتہ آیت میں بتوں کے ماننے والوں کی مذمت اور حدیث شریف میں اولیاء اللہ رحمہم اللہ کے ماننے والوں کو بخشش کی بشارت دی گئی ہے۔

القرآن..... (ترجمہ) ہاں خالص اللہ ہی کی بندگی ہے اور وہ جنہوں نے اس کے سوا اور والی بنائے کہتے ہیں ہم تو انہیں صرف اتنی بات کیلئے پوجتے ہیں کہ یہ ہمیں اللہ کے نزدیک کر دیں اللہ ان پر فیصلہ کر دے گا۔ (سورہ زمر: ۳)

اس آیت میں بتوں کی مذمت کی گئی ہے مشرکین کا عقیدہ بتوں کے متعلق تھا کہ وہ انہیں اللہ تعالیٰ کے قریب کر دیں گے اور ہم مسلمان اللہ تعالیٰ کو خالق حقیقی مانتے ہیں اور اولیاء اللہ رحمہم اللہ کو اللہ تعالیٰ کے قرب کا ذریعہ سمجھتے ہیں لہذا بہت بڑا فرق ہے اور جب فرق واضح ہو گیا تو شرک کا خاتمہ ہو گیا۔

اولیاء اللہ رحمہ اللہ کی سالانہ یاد منانے کو عرس کہا جاتا ہے اس موقع پر اُن کے مزارات پر محفل میلاد کا انعقاد ہوتا ہے جو کہ صاحب عرس کو ایصال کیا جاتا ہے۔

القرآن **والسلام علیہ یوم ولد و یوم یموت و یوم یبعث حیا** (پ ۱۶۔ سورہ مریم۔ رکوع ۱)
ترجمہ اور سلامتی ہے یحییٰ (علیہ السلام) پر جس دن پیدا ہوا اور جس دن وصال کرے گا اور جس دن زندہ اُٹھایا جائے گا۔

القرآن **والسلام علی یوم ولدت و یوم اموت و یوم ابعث حیا** (پ ۱۶۔ سورہ مریم)
ترجمہ اور مجھ پر سلامتی ہو میرے میلاد کے دن اور میرے وصال کے دن اور جس دن میں زندہ اُٹھایا جاؤں گا۔

ان آیات میں بوقت وصال کو سلامتی کے ساتھ ذکر کیا تو معلوم ہوا کہ یوم وصال کی سلامتی حضراتِ انبیائے کرام علیہم السلام و اولیاء اللہ رحمہم اللہ کی اُمت کے اور بعد والوں کے حق میں یادگار ہے تو اسی یوم وصال کی یادگار کا نام عرس ہے لہذا عرس کی اصل ان آیات سے ثابت ہوگئی اب احادیث سے ثابت کرتے ہیں۔

الحديث امام بخاری علیہ الرحمۃ کے استاد حضرت ابن ابی شیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے حدیث نقل فرمائی ہے کہ سرکارِ اعظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہر سال شہداء کے مزارات پر جا کر اُن کو سلام کرتے اور سرکارِ اعظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی سنت ادا کرنے کیلئے چاروں خلفائے راشدین بھی ایسا کرتے۔ (بحوالہ مقدمہ شامی، جلد اول)

الحديث سرکارِ اعظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے شہدائے اُحد کی زیارت قبور کیلئے ہر سال تشریف لاتے اور جب شعیب کے قریب پہنچتے تو بلند آواز سے فرماتے السلام علیکم (انی اخر) تم پر سلامتی ہے اس کے بدلے میں جو تم نے صبر کیا اچھی ہی حالت تمہاری قیام گاہ پھر حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہر سال اسی طرح کرتے رہے، پھر حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ پھر حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ پھر سیدہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا آتیں اور دعا کرتی تھیں۔ (بحوالہ رواہ البیہقی از شرح الصدور، صفحہ ۸)

ان احادیث سے ثابت ہوا کہ سرکارِ اعظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہر سال اُحد میں تشریف لاتے اور شہداء کے مزارات کی زیارت کرتے اور اسی دن آتے جو دن اُن کی شہادت کا ہوتا۔ معلوم ہوا کہ مزارات پر سالانہ حاضری، سلام پیش کرنا اور دعائیں کرنا سرکارِ اعظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور صحابہ کرام علیہم الرضوان کی سنت ہے۔

تیرہویں صدی کے مجدد شاہ عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمۃ اپنی کتاب ماثبت من السنہ میں فرمایا اور بعض مغرب کے مشائخ متاخرین نے ذکر کیا کہ وہ دن جس میں جنابِ الہی میں پہنچے اس میں خیر و برکت اور نورانیت کی اور ایام سے زیادہ اُمید کی جاتی ہے تو یہ عرس متاخرین اور مستحسن کی ہوئی چیزوں سے قرار پایا۔ (بحوالہ ماثبت من السنہ)

بزرگانِ دین کے تبرکات کی برکات

اللہ تعالیٰ کے نیک بندوں سے جس چیز کو نسبت ہو جائے وہ اعلیٰ و با برکت ہو جاتی ہے اس کا ادب کرنا ضروری ہے اور اس سے برکتیں حاصل ہوتی ہیں جو کہ قرآن مجید سے ثابت ہے۔

القرآن..... **وقال لهم نبیهم ان آية ملكة ان ياتیکم التابوت فیہ سکینة من ربکم وبقیة مما ترک ال موسیٰ و آل ہرون تحمله الملئکة ط** (سورۃ بقرہ: ۲۴۸)

ترجمہ..... بنی اسرائیل سے ان کے نبی نے فرمایا کہ طالوت کی بادشاہی کی نشانی یہ ہے کہ تمہارے پاس ایک تابوت آئے گا جس میں تمہارے رب کی طرف سے دلوں کا چین ہے اور کچھ بھیجی ہوئی چیزیں ہیں معزز موسیٰ اور معزز ہارون کے ترکہ کی اٹھائے ہوں گے اس کو فرشتے۔

تفسیر..... اس آیت کی تفسیر میں تفسیر خازن، تفسیر روح البیان، تفسیر مدارک اور تفسیر جلالین وغیرہ میں لکھا ہے کہ تابوت ایک شمشاد کی لکڑی کا صندوق تھا جس میں انبیائے کرام علیہم السلام کی تصاویر (یہ تصاویر کسی انسان نے نہ بنائی تھیں بلکہ قدرتی تھیں) ان کے مکانات شریفہ کے نقشے اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کا عصاء اور ان کے کپڑے اور آپ کے نعلین شریف اور حضرت ہارون علیہ السلام کا عصاء مبارک اور ان کا عمامہ شریف تھا بنی اسرائیل جب دشمن سے جنگ کرتے تو برکت کیلئے اس کو سامنے رکھتے تھے جب خدا تعالیٰ سے دعا کرتے تو ان تبرکات کو سامنے رکھ کر دعا کرتے تھے۔

پس ثابت ہوا کہ بزرگوں کے تبرکات سے فیض اور برکات لینا ان کی تعظیم کرنا اور ان کے وسیلے سے دعا کرنا جائز ہے۔

القرآن..... **ارکض برجلک ج ہذا مغتسل بارد وشراب** (سورۃ ص: ۴۲)

ترجمہ..... تم اپنے پاؤں زمین پر مارو یہ (پانی کا) ٹھنڈا چشمہ ہے نہانے کیلئے اور پینے کیلئے۔

تفسیر..... حضرت ایوب علیہ السلام کے پاؤں سے جو پانی پیدا ہوا وہ شفا بنا۔

القرآن..... **اذہبوا بقمیضی ہذا فالقوہ علی وجہ ابی یات بصیرا ج** (پ ۱۳۔ سورۃ یوسف: ۹۳)

ترجمہ..... میرا یہ قمیض لے جاؤ، سوا سے میرے باپ (حضرت یعقوب) کے چہرے پر ڈال دینا وہ بینا ہو جائیں گے اور (پھر) اپنے سب گھروالوں کو میرے پاس لے آؤ۔

تفسیر..... حضرت یوسف علیہ السلام کا با برکت گرتا جب حضرت یعقوب علیہ السلام نے اپنی آنکھوں سے لگایا تو ان کی ظاہری آنکھیں روشن ہو گئیں۔

قرآن مجید کی آیات سے ثابت ہوا کہ جن چیزوں کو بزرگوں سے نسبت ہو جائے وہ لائق تعظیم اور بابرکت ہو جاتی ہیں چنانچہ اب اس ضمن میں احادیث مبارکہ ملاحظہ ہوں۔

الحديث بخاری شریف جلد اول کتاب الجنائز باب من اعداء الکفن میں ہے کہ ایک دن سرکارِ اعظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تہبند شریف میں ملبوس باہر تشریف لائے کسی نے تہبند شریف سرکارِ اعظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے مانگ لیا۔ صحابہ کرام علیہم الرضوان نے اس (مانگنے) والے سے کہا کہ سرکارِ اعظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی عادت کریمہ منع کرنے کی نہیں ہے پھر تم نے کیوں یہ کام کیا انہوں نے کہا، اللہ تعالیٰ کی قسم! میں نے اسے اپنے پہننے کیلئے نہیں لیا۔ میں نے تو اس لئے مانگا کہ (یہ تہبند) میرا کفن ہو۔ حضرت سہل رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ وہ اس کا کفن ہوا۔

معلوم ہوا کہ جس تبرکات کو کسی نیک ہستی سے نسبت ہو جائے اس کو قبر میں ساتھ لے جانا سنت صحابہ کرام علیہم الرضوان ہے اور صحابہ کرام علیہم الرضوان کا یہ ایمان تھا کہ جس چیز کو سرکارِ اعظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے نسبت ہو جائے اس کو کفن کے طور پر استعمال کرنا باعث مغفرت و نجات ہے۔

الحديث مشکوٰۃ شریف کتاب اللباس میں ہے کہ حضرت اسماء بنت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس سرکارِ اعظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا جبّہ (اچکن) شریف تھا۔ مدینہ طیبہ میں جب کوئی بیمار ہوتا تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا وہ دھو کر اس کو پلاتی تھیں۔ (مشکوٰۃ کتاب اللباس)

الحديث حضرت عثمان بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میری زوجہ نے مجھ کو ایک پانی کا پیالہ دے کر حضرت اُمّ سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس بھیجا اور میری بیوی کی یہ عادت تھی کہ جب بھی کسی کو نظر لگتی یا کوئی بیمار ہوتا تو وہ برتن میں ڈال کر حضرت اُمّ سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس بھیج دیا کرتیں کیونکہ ان کے پاس سرکارِ اعظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا موئے مبارک تھا تو وہ سرکارِ اعظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اس بال مبارک کو نکالتیں جس کو چاندی کی نلی میں رکھا ہوا تھا اور پانی میں ڈال کر ہلا دیتیں اور مریض وہ پانی پی لیتا (جس سے مریض کو شفاء ہو جاتی)۔ (بحوالہ بخاری شریف۔ مشکوٰۃ شریف، صفحہ ۳۹۱)

مندرجہ بالا احادیث سے معلوم ہوا کہ صحابہ کرام علیہم الرضوان کا یہ ایمان تھا کہ جس چیز کو سرکارِ اعظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے نسبت ہو جائے وہ بابرکت اور باعث شفاء ہو جاتی ہے۔

گیارہویں شریف کی حقیقت

اللہ تعالیٰ کے نیک بندوں کی یاد منانا جائز اور باعثِ ثواب ہے لہذا گیارہویں شریف کا انعقاد بھی اسی کی ایک قسم ہے گیارہویں شریف حضرت غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ایصالِ ثواب کیلئے اُن کی یاد کے طور پر منائی جاتی ہے جس میں قرآن مجید، درود شریف اور دیگر وظائف پڑھے جاتے ہیں جس کو حضرت غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بارگاہ میں ایصالِ ثواب کیا جاتا ہے۔

گیارہویں شریف صالحین کی نظر میں

سراج الہند محدثِ اعظم ہند حضرت شاہ عبد العزیز محدث دہلوی علیہ الرحمۃ گیارہویں کے متعلق فرماتے ہیں..... حضرت غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے روضہ مبارکہ پر گیارہویں تاریخ کو بادشاہ وغیرہ شہر کے اکابر جمع ہوتے، نمازِ عصر کے بعد مغرب تک قرآن مجید کی تلاوت کرتے اور حضرت غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مدح اور تعریف میں منقبت پڑھتے، مغرب کے بعد سجادہ نشین درمیان میں تشریف فرما ہوتے اور ان کے ارد گرد مریدین اور حلقہ بگوش بیٹھ کر ذکرِ جہر کرتے، اسی حالت میں بعض پر وجدانی کیفیت طاری ہو جاتی، اس کے بعد طعام شیرینی جو نیاز تیار کی ہوتی تقسیم کی جاتی اور نمازِ عشاء پڑھ کر لوگ رخصت ہو جاتے۔ (بحوالہ ملفوظاتِ عزیزی، فارسی مطبوعہ میرٹھ یو پی بھارت، صفحہ ۶۲)

تیرہویں صدی کے مجدد شاہ عبد الحق محدث دہلوی علیہ الرحمۃ

گیارہویں شریف کے متعلق فرماتے ہیں

حضرت شیخ محقق شاہ عبد الحق محدث دہلوی علیہ الرحمۃ اپنی کتاب 'ما ثبت من السنہ' میں لکھتے ہیں کہ میرے پیر و مرشد حضرت شیخ عبد الوہاب متقی مہاجر کی علیہ الرحمۃ ۹ ربیع الثانی کو حضرت غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا عرس کرتے تھے بے شک ہمارے ملک میں آج کل گیارہویں تاریخ مشہور ہے اور یہی تاریخ آپ کی ہندی اولاد و مشائخ میں متعارف ہے۔ (بحوالہ ما ثبت من السنہ، عربی، اردو مطبوعہ دہلی، صفحہ ۱۶۷)

حضرت شاہ عبد الحق محدث دہلوی علیہ الرحمۃ اپنی دوسری کتاب 'اخبار الاخیار' میں لکھتے ہیں کہ حضرت شیخ امان اللہ پانی پتی علیہ الرحمۃ (المتوفی ۱۰۹۹ھ) گیارہ ربیع الثانی کو حضرت غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا عرس کرتے تھے۔ (اردو ترجمہ مطبوعہ کراچی، ص ۳۹۸)

حضرت شیخ عبد الوہاب متقی مکی، حضرت شاہ عبد الحق محدث دہلوی، حضرت شیخ امان اللہ پانی پتی اور حضرت شاہ عبد العزیز محدث دہلوی رحمہم اللہ یہ تمام بزرگ دین اسلام کے عالم و فاضل تھے اور ان کا شمار صالحین میں ہوتا ہے ان بزرگوں نے گیارہویں کا ذکر کر کے کسی قسم کا شرک و بدعت کا فتویٰ نہیں دیا۔

جشن ولادت منانا شرک کا قلع قمع کرتا ہے

جشن ولادت کا مطلب ہے کہ سرکارِ اعظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی پیدائش کا جشن منانا۔ یہی بات شرک کا قلع قمع کرتی ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ پیدا ہونے سے پاک ہے وہ ازل وابدی ہے لیکن سرکارِ اعظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے پیدا فرمایا ہم ان کی پیدائش کا جشن مناتے ہیں لہذا ثابت ہوا کہ جو پیدا ہو گیا وہ خدا تعالیٰ نہیں وہ یقیناً بندہ ہے اور ہم سرکارِ اعظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو بندہ اور رسول مان کر ان کا جشن ولادت مناتے ہیں یہی عقیدہ شرک کی دھجیوں کو بکھیرتا ہے۔

شرک میں یقیناً نقصان ہے

شرک کا مطلب ہے اللہ تعالیٰ جیسا ماننا، اُس کی ذات و صفات میں شریک ماننا آسان یوں سمجھئے کہ شرک مراد ہے شراکت یعنی آدھا خدا تعالیٰ کا آدھا رسول کا۔

مگر شرک میں یقیناً نقصان ہے شراکت میں نقصان ہے اس لئے ہم شرک نہیں کرتے ہم تو سرکارِ اعظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو محبوب خدا مانتے ہیں اور محبوب خدا ماننے میں مزہ یہ ہے کہ جو کچھ حُب کا وہ سب محبوب کا بلکہ حُب خود بھی محبوب کا مطلب یہ کہ جو کچھ خدا تعالیٰ کا وہ سب کچھ محبوب خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا بلکہ یہی نہیں خدا تعالیٰ خود بھی محبوب کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا۔ اسی لئے قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا، اے محبوب (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم)! تیرے رب کی قسم۔

معلوم ہوا کہ اسلامی عقائد کو شرک سے تعبیر دینے والے دھوکے میں ہیں، وہ اسلام کی حقیقت کو نہیں سمجھے، وہ رب تعالیٰ کی وحدانیت کو نہیں سمجھ سکے، وہ سرکارِ اعظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے مقام سے نا آشنا ہیں، وہ خدا تعالیٰ کے اختیار کو محدود کئے بیٹھے ہیں، اُن کی توحید بوجہلی اور بولہسی توحید ہے، اُن کی توحید خود ساختہ ہے، اُن کی توحید میں عیب ہے، اُن کے ایمان میں کھوٹ ہے، اُن کے اسلام میں شک ہے اور اُن کے مسلمانوں پر لگائے گئے فتوے خود اُنہی کی طرف لوٹتے ہیں، لہذا ایسے لوگوں کو دعوتِ فکر دی جاتی ہے کہ وہ ٹھنڈے دل سے قرآن مجید، احادیثِ طیبہ اور علمائے اُمت کے فرائین کا بغور مطالعہ کریں ورنہ یہ آگ اُن کے اعمال کو جلا کر راکھ کر دے گی۔

الحمد للہ فقیر نے تحریر کو بہت مختصر کر کے یہ کوشش کی کہ عوام الناس کے ذہنوں کی گندگی کو دور کیا جائے اور شرک کی حقیقت واضح کی جائے کیونکہ ایک مسلمان کیلئے ایمان سے بڑھ کر کوئی دولت نہیں ہوتی۔ اللہ تعالیٰ ہم تمام مسلمانوں کی جان و مال، عزت و آبرو اور بالخصوص عقیدے اور ایمان کی حفاظت فرمائے۔ آمین

بدعت کیا ہے؟

بدعت کی لغوی و شرعی تعریف، بدعت کی مختلف اقسام
اور علمائے اسلام کے اقوال اور دیگر شبہات کا ازالہ

بدعت کا لغوی معنی

نیا کام، نئی ایجاد، نئی بات۔

بدعت کا شرعی معنی

ہر وہ کام جو سرکارِ اعظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ظاہری حیاتِ مبارکہ میں نہ ہو بلکہ بعد میں ایجاد ہوا ہو۔

بدعت کی دو قسمیں ہیں

(۱) بدعتِ حسنہ (۲) بدعتِ سیئہ..... اب ان دو اقسام پر روشنی ڈالتے ہیں۔

بدعتِ حسنہ کی تعریف

ہر وہ طریقہ جو سرکارِ اعظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے زمانہ میں نہ ہو بعد میں ایجاد ہوا ہو اور وہ کام شریعت کے خلاف نہ ہو جیسے نمازِ تراویح، جماعت کے ساتھ ادا کرنا، قرآن و حدیث کو سمجھنے کیلئے بہت سے دوسرے علوم و فنون پڑھنا اور سیکھنا، دینی مدارس قائم کرنا، قرآن مجید کے اعراب کا لگایا جانا، قرآن مجید پر غلاف چڑھانا، قرآن مجید کو اعلیٰ طباعت کیساتھ شائع کرنا، مساجد میں محرابیں بنانا، مساجد کے بلند مینار تعمیر کروانا، جمعہ کے دن دواذانیں دینا، دانے والی تسبیح پڑھنا وغیرہ وغیرہ۔

کتاب کشاف اصطلاحات الفنون جلد اول صفحہ ۱۲۲ میں حضرت امام شافعی علیہ الرحمۃ کے حوالے سے ہے کہ وہ بدعت جو کتاب اللہ، سنت، اجماع یا اثرِ صحابہ کے خلاف نہ ہو تو یہ بدعتِ حسنہ ہے۔

بدعتِ حسنہ پر عمل کرنا باعثِ اجر و ثواب ہے

الحديث..... من سنن في الاسلام سنة حسنة فله اجرها واجر من عمل بها من غير ان ينقص من اجورهم شيء (ابوداؤد شریف)

ترجمہ..... جس نے اسلام میں کوئی اچھا طریقہ ایجاد کیا تو اس کو اس کا ثواب ملے گا اور اس کا بھی جو اس پر عمل کریں گے اور ان کے ثواب میں کچھ کمی نہیں ہوگی۔

فائدہ..... یہ حدیث اس بات کی واضح دلیل ہے کہ ہر وہ اچھا کام جو سرکارِ اعظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے زمانہ اقدس میں نہ ہو بعد میں ایجاد ہوا ہو اور شریعت کے مخالف نہ ہو تو ایسے کام کو اپنانا اور ایجاد کرنا دونوں باعثِ اجر ہیں۔

الحديث..... عن ابي سلمه ان النبي صلى الله تعالى عليه وسلم عن الامر يحدث ليس في كتاب ولا سنة فقال ينظر فيه العابدون من المؤمنين (سنن دارمی باب النورع عن الجواب فی ماليس في كتاب ولا سنة، جلد اول، صفحہ ۵۴)

ترجمہ..... حضرت ابو سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ سرکارِ اعظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے ایسے نئے کام جس کی وضاحت کتاب و سنت میں نہ ہو کے متعلق پوچھا گیا تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اس امر محدث کے بارے میں عابدین مومنین کو غور و فکر کرنا چاہئے۔

فائدہ..... اس حدیث سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ ہر نئے کام کو برا سمجھ کر رد نہیں کرنا چاہئے بلکہ اس کیلئے یہ واضح حکم موجود ہے کہ مجتہدین اور اہل اللہ اس کے بارے میں فیصلہ کریں۔

اسی بناء پر حضرت امام نووی علیہ الرحمۃ اور دوسرے بہت سے ائمہ نے بدعت کی پانچ اقسام بیان کی ہیں:-

(۱) بدعتِ واجبہ (۲) بدعتِ مندوبہ (۳) بدعتِ مباحہ (۴) بدعتِ مکروہہ (۵) بدعتِ حرام۔

الحديث..... ما راه المسلمون حسنا فهو عند الله حسن (موطا امام محمد باب قیام شہر رمضان، صفحہ ۱۴۴)

ترجمہ..... جس کام کو مسلمان اچھا جانیں وہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک اچھا ہے۔

☆ امام کا سانی علیہ الرحمۃ بدائع الصنائع میں فرماتے ہیں:

اتباع ما اشتهر العمل به في الناس واجب (بحوالہ بدائع الصنائع فصل فی بیان ما یستحب فی یوم العید، جلد اول)

ترجمہ..... جو عمل لوگوں میں مشہور ہو جائے جبکہ شریعت کے مطابق ہو، اس کی اتباع ضروری ہے۔

☆ علامہ بدرالدین عینی (عمدة القاری شرح صحیح بخاری) علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ جو کام شریعت کے مخالف نہ ہو تو وہ 'بدعتِ حسنہ' یعنی اچھی بدعت ہے۔

☆ علامہ ابن عابدین شامی علیہ الرحمۃ شامی کے مقدمہ میں فرماتے ہیں، یہ حدیث اسلام کے قوانین ہیں کہ جو شخص کوئی بری بدعت ایجاد کرے، اس پر تمام پیروی کرنے والوں کا گناہ ہے اور جو شخص اچھی بدعت نکالے، اسے قیامت تک اس عمل کی پیروی کرنے والوں کا ثواب ہوگا۔

اگر یہ کہا جائے کہ بدعتِ حسنہ یعنی اچھی بدعت کوئی چیز نہیں ہے تو یہ بات مسلم شریف کی حدیث کے خلاف بھی ہو سکتی ہے۔

☆ شیخ وحید الزماں جو غیر مقلدین اہلحدیث کے امام ہیں حضرت شاہ ولی اللہ علیہ الرحمۃ کے حوالے سے اپنی کتاب ہدیۃ المہدی صفحہ ۱۱ میں لکھتے ہیں کہ بدعتِ حسنہ (اچھی بدعت) کو دانتوں سے (مضبوطی سے) پکڑ لینا چاہئے کیونکہ سرکارِ اعظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس کو واجب کئے بغیر اس پر برا بھیختہ کیا ہے جیسے نماز تراویح۔

☆ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ماہِ رمضان میں نماز تراویح کی جماعت کا اہتمام کیا تو کسی شخص نے عرض کیا کہ یہ 'بدعت' ہے۔ تو حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جواب میں فرمایا 'یہ کتنی اچھی بدعت ہے'۔

فائدہ ان تمام احادیث اور علمائے اُمت کے اقوال سے یہ بات نہایت آسانی سے معلوم ہو رہی ہے کہ ہر وہ ایسا عمل جو سرکارِ اعظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے زمانہ اقدس میں نہیں تھا بلکہ بعد میں ایجاد ہوا، اگر وہ شریعتِ مطہرہ اور سنتِ رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے مخالف نہیں تو اس پر عمل کرنا مستحب اور بعض صورتوں میں ضروری ہے۔

الحدیث سرکارِ اعظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جس نے اسلام میں اچھا طریقہ نکالا اُس کیلئے اس کا ثواب ہے اور اُس پر عمل کرنے والوں کا بھی ثواب ہے۔ (بحوالہ مسلم شریف، جلد تیسری، صفحہ ۷۱۸)

فائدہ مسلم شریف کی حدیث سے معلوم ہوا کہ ہر وہ اچھا کام جو سرکارِ اعظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے زمانے میں نہ ہو بعد میں ایجاد ہوا اور شریعت کے مخالف نہ ہو تو ایسے کام کو اپنانے اور ایجاد کرنا دونوں باعثِ اجر ہیں۔

تفسیر روح البیان میں ہے کہ وہ کام جسے علماء اور عارفین ایجاد کریں اور وہ سنت کے خلاف نہ ہو تو یہ اچھا کام ہے۔

ہر وہ کام جو سرکارِ اعظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے زمانے میں نہ ہو بلکہ بعد میں ایجاد ہوا ہو اور وہ شریعت کے مخالف ہو۔

☆ کتاب اصطلاحات الفنون جلد اول صفحہ ۱۳۳ میں ہے کہ حضرت امام شافعی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ وہ بدعت جو کتاب، سنت، اجماع یا اثرِ صحابہ کے خلاف ہو تو یہ بدعتِ سیئہ یعنی بری بدعت ہے۔

☆ کتاب نیل الاوطار باب صلوٰۃ التراویح جلد سوم صفحہ ۵۷ میں ہے کہ اگر بدعت ایسے اصول کے تحت داخل ہے جو شریعت میں قبیح ہے تو یہ بدعتِ سیئہ ہے۔

☆ امام حجر عسقلانی علیہ الرحمۃ فتح الباری میں فرماتے ہیں کہ دین میں کسی ایسی نئی چیز کا ایجاد کرنا جس کی اصل (دلیل) شریعت میں نہ ہو۔

☆ علامہ ابن منظور فریقی فرماتے ہیں کہ وہ نئی بات جو قرآن و حدیث کے خلاف ہو، بدعتِ سیئہ ہے۔

☆ مشکوٰۃ المصابیح باب الاعتصام جلد اول میں ہے کہ جس شخص نے ہمارے دین میں کوئی نیا عقیدہ ایجاد کیا کہ جو دین کے خلاف ہو تو وہ مردود ہے۔

☆ علامہ ابن اثیر فرماتے ہیں کہ ہر نیا کام بدعت ہے سے مراد وہ نیا کام ہے جو شریعت کے مخالف ہو اور سنت کے موافق نہ ہو۔ معلوم ہوا کہ جو چیز اسلام سے ٹکرائے وہ بدعتِ سیئہ یعنی بری بدعت ہے اور جو دین اسلام سے نہ ٹکرائے اور جن کاموں کو قرآن و سنت میں منع نہیں کیا گیا وہ بدعتِ حسنہ یعنی اچھی بدعت ہیں۔

صحابہ کرام علیہم الرضوان اور اہل بیت اطہار نے سرکارِ اعظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ظاہری زمانے میں اور بعد میں اپنے دل سے بہت سی ایسی اچھی بدعتیں یا نئے کام بھی کئے، جن کا حکم نہ قرآن مجید میں آیا، نہ سرکارِ اعظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے خود کئے اور نہ کرنے کا حکم دیا۔

(۱) حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کاتبِ وحی حضرت زید بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو قرآن مجید جمع کرنے کا حکم دیا تو حضرت زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا کہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ وہ کام کیوں کرتے ہیں جو سرکارِ اعظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے نہیں کیا؟ تو حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ یہ کام اچھا ہے۔ (بخاری شریف)

(۲) نمازِ تراویح ایک عبادت ہے جو سرکارِ اعظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ظاہری حیات میں ہر سال پورے رمضان جماعت سے نہیں ہوئی تھی مگر حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اسے رائج کرتے ہوئے اس کیلئے 'بدعت' کا لفظ استعمال کیا اور فرمایا، یہ کتنی اچھی بدعت ہے۔ (بخاری شریف)

(۳) حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جمعہ میں دواذانوں کا طریقہ شروع کیا۔

(۴) حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک ہی شہر میں نمازِ عید کے دو اجتماعات شروع کئے۔

(۵) حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے علمِ نحو ایجاد کیا۔

(۶) حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے علمِ صرف ایجاد کیا۔

(۷) حضرت خباب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پہلی مرتبہ، شہید کئے جانے سے پہلے دو رکعت نفل ادا کئے۔

(۸) حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے وعظ کیلئے جمعرات کا دن متعین کیا۔ (بخاری شریف)

(۹) حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ وضو کے بعد دو رکعت نماز ادا فرماتے تھے حالانکہ سرکارِ اعظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے انہیں اس کا حکم نہیں دیا تھا۔

(۱۰) حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے قرآن مجید کو جمع کر کے ایک کتابی صورت تکمیل دی۔

صحابہ کرام علیہم الرضوان کے ایجاد کردہ وہ کام 'بدعت' ہیں یا 'سنت'؟ کچھ علماء کا خیال ہے کہ سنت ہے اور صحابہ کرام علیہم الرضوان کے طریقوں پر چلنے کی ہدایت سرکارِ اعظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے فرمان میں موجود ہے صحابہ کرام علیہم الرضوان کے ایجاد کردہ کام 'بدعتِ حسنہ' ہیں حدیث شریف میں خلفائے راشدین کی 'سنت' کا مطلب اُن کا طریقہ ہے اور یہ طریقہ ان معنوں میں 'سنت' نہیں جس طرح کہ سرکارِ اعظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی سنت ہے۔

ذیل میں وہ چند کام درج ہیں جن کا نہ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں اور نہ سرکارِ اعظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کسی حدیث میں حکم دیا اور نہ اس انداز میں یہ سرکارِ اعظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے کسی عمل سے ثابت ہیں مگر اس کے باوجود آجکل کا مسلمان انہیں کرنا نہ صرف یہ کہ جائز بلکہ ثواب کا ذریعہ سمجھتے ہیں۔ سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ پھر ان بدعتوں پر ثواب کیسا؟ اور ان امور پر دین کی اصل شکل مسخ کرنے کا الزام کیوں نہیں؟ صرف اس لئے یا تو ان کی اصل قرآن و حدیث میں موجود ہے یا پھر یہ اسلام کے شرعی احکام اور اصولوں کے خلاف نہیں اور نہ ہی انہیں قرآن و حدیث میں منع فرمایا گیا ہے۔

- (۱) مساجد میں قرآن مجید اور تسبیح وغیرہ رکھنا، مینار، گنبد اور محراب بنوانا۔
- (۲) قرآن مجید پر اعراب لگانا، قرآن مجید کا ترجمہ مختلف زبانوں میں کرنا، اس پر غلاف چڑھانا اور اعلیٰ طباعت میں شائع کروانا۔
- (۳) قرآن مجید کی الگ الگ پاروں میں تقسیم، سورتوں کی موجودہ ترتیب، مختلف رکوع کے مقامات۔
- (۴) دکانوں، گھروں اور مساجد میں قرآن خوانی، ختم آیت کریمہ، کلمہ طیبہ یا دیگر خاص آیات کو باہتمام پڑھنا۔
- (۵) ﴿صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم﴾ کو بطور درود شریف پڑھنا اور لکھنا۔
- (۶) دینی مدارس میں درس قرآن، درس حدیث، دورہ تفسیر قرآن، دورہ حدیث، ختم بخاری شریف یا کوئی دینی تقریب منعقد کرنا۔
- (۷) بزرگوں کے آزمودہ، مختلف درود شریف، دعائیں، نعت شریف اور صلوٰۃ و سلام پڑھنا۔
- (۸) ہر سال پورے رمضان جماعت کے ساتھ بیس رکعت تراویح پڑھنا، محفل شبینہ یا چند روزہ تراویح میں قرآن مجید مکمل سنانے کا انتظام کرنا۔

- (۹) تراویح کے اختتام پر تکمیل قرآن کی محافل کرنا، دعا ختم القرآن پڑھنا اور ختم شریف کیلئے رقم جمع کرنا۔
- (۱۰) تاریخ مقرر کر کے درس قرآن اور درس حدیث، محفل نعت، محفل درود و سلام، جلسہ میلاد النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم، جلسہ گیارہویں شریف، تبلیغی اجتماعات، خواجہ صاحب علیہ الرحمۃ کی چھٹی شریف، محفل شبِ معراج و شبِ برأت، محفل شبِ قدر، رجب شریف کی کھیر پوری اور دیگر اچھی محافلوں کا اہتمام کرنا۔

- (۱۱) بزرگانِ دین کے ایام اور عرس منانا، ان کے ایصالِ ثواب کیلئے قرآن خوانی، صدقہ و خیرات اور طعام کا اہتمام کرنا۔
 - (۱۲) مختلف انداز سے دینی علوم حاصل کرنا، دینی کتابیں لکھنا، شائع کرنا اور تقسیم کرنا۔
 - (۱۳) وابستگی کے اظہار یا برکت کیلئے دکانوں، مکانوں اور مساجد میں قرآنی آیات لکھنا یا طغریے لگانا۔
 - (۱۴) کفن پر شہادت کی اُننگی سے کلماتِ طیبہ لکھنا، قبر میں مرشد کا شجرہ یا عہد نامہ وغیرہ رکھنا، میت کو تلقین کرنا اور قبر پر اذان کہنا۔
 - (۱۵) جمعہ میں مروجہ خطبہ پڑھنا اور خطبے سے قبل تقریر کرنا۔
 - (۱۶) ایمان، مفصل، ایمانِ مجمل اور چھ کلمے پڑھنا اور یاد کرنا۔
 - (۱۷) دینی مدارس کا قیام اور اُن کا نصاب و نظام۔
 - (۱۸) مدارسِ دینیہ کی سالانہ یا سوسالہ تقریب منانا، طلبہ کے وظائف، طلبہ کی دستار بندی کی تقریب اور اُن کی تقسیمِ اَسناد کرنا۔
 - (۱۹) افطار پارٹی، عیدِ ملن پارٹی منعقد کرنا۔
- یہ تمام باتیں دین سے نہیں ٹکراتی اور نہ ہی شریعت میں ان باتوں کی ممانعت ہے لہذا یہ تمام امور جائز اور اچھے اعمال ہیں۔

چند وہ ناجائز کام یا بری بدعتیں ہیں جن کو قرآن وحدیث میں منع کیا گیا، جو دین سے ٹکراتی ہیں اور اسلام کے مزاج اور اصولوں کے خلاف ہیں۔ علمائے اُمت نوعیت کی وجہ سے بدعت سیئہ (بری بدعت) کو حرام اور مکروہ کی اقسام میں بھی تقسیم کرتے ہیں۔

(۱) اسلامی قوانین کے نفاذ کی بجائے غیر اسلامی قوانین اور سسٹم کا نفاذ مثلاً پاکستان کا عدالتی نظام جبکہ قرآن مجید اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی پیروی کا حکم ہے۔

(۲) مسلم ممالک کے حکمرانوں کا ذاتی اقتدار کیلئے اسلام دشمن ممالک سے مدد حاصل کرنا یا مسلمانوں کے خلاف ان کی مدد کرنا جیسے افغانستان اور عراق کے مسلمانوں کے خلاف مدد کی۔

(۳) ایصالِ ثواب کو فرض، واجب یا لازم قرار دینا یعنی انہیں نہ کرنے کو یا دیگر ایام میں کرنے کو ناجائز، حرام اور گناہ قرار دینا۔ کوئی خود ساختہ اور غلط بات کسی سے منسوب کرنا۔

(۴) عورتوں کا بے پردہ بن سنور کر خوشبو لگا کر گھومنا۔

(۵) شادی بیاہ کے موقع پر مہندی، مایوں اور ستارے اور فضول خرچی جیسے کام کرنا۔

(۶) عورتوں اور مردوں کی مشترکہ تقریبات کرنا، محلے یا بازار میں خواتین کا بے پردہ ہو کر خریداری کرنا۔

(۷) درس قرآن، درس حدیث، جلسہ میلاد النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم، نعت شریف اور صلوٰۃ وسلام کو ناجائز اور بری بدعت کہنا۔

(۸) سود کو جائز، جہاد کو منسوخ قرار دینا، ارکان اسلام کلمہ، نماز، روزہ، زکوٰۃ اور حج میں سے کسی کو کم کر دینا۔

(۹) میت پر احباب کی شاندار دعوتیں کرنا اور غریبوں کو ان سے یکسر محروم رکھنا۔

(۱۰) مزارات اور پیر و مرشد کو سجدہ تعظیمی کرنا (سجدہ عبادت مسلمان ہرگز کسی کو نہیں کرتے) مزارات پر دیگر غیر شرعی کام بری بدعت اور حرام ہیں۔

(۱۱) تعزیہ داری اور ماہِ محرم الحرام میں مختلف خرافات۔

(۱۲) کسی مستحب و مباح بدعت پر خود ساختہ اور غیر شرعی پابندی لگانا۔

(۱۳) اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی جائز کردہ چیزوں کے متعلق اس کے بندوں میں شک پیدا کرنا اور ان پر عمل کرنے والے مسلمانوں کو شرک و بدعت کا مرتکب قرار دے کر دین اسلام سے از خود خارج کر دینا۔

(۱۴) میلاد النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم، بزرگوں کے ایصالِ ثواب اور عرس کی تقاریب کو حرام کہنا۔

(۱۵) صحابہ کرام علیہم الرضوان، اہل بیت و اطہار اور اولیائے کرام کو برا کہنا۔

(۱۶) سرکارِ اعظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے روضہ انور کی زیارت کیلئے سفر کرنے کو شرک اور حرام قرار دینا۔

(۱۷) تقلید، تقدیر، واقعہ معراج اور احادیث کا انکار کرنا۔

(۱۸) وسیلے کو ناجائز قرار دینا، حلال کو حرام اور حرام کو حلال کرنا جیسا دیوبند مسلک میں کواکھانا ثواب قرار دیا گیا ہے۔

(۱۹) نماز میں سرکارِ اعظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے خیال کو برا اور شرک قرار دینا۔

(۲۰) نذر و نیاز کو حرام قرار دینا۔

(۲۱) سرکارِ اعظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے مرتبے اور مقام میں کمی کرنا۔

(۲۲) سرکارِ اعظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نورانیت کا انکار کرنا۔

(۲۳) سرکارِ اعظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ذات میں (اپنے ضم فاسد میں) عیب تلاش کرنا۔

(۲۴) ائمہ مجتہدین کو برا کہنا اور ان پر طعنہ زنی کرنا۔

(۲۵) حسینیت پر یزیدیت کو فوقیت دینا۔

(۲۶) اُمت میں انتشار پھیلانے کیلئے چوتھے دن قربانی کرنا۔

(۲۷) عیدین میں گلے ملنے کا عمل بدعت قرار دینا۔

(۲۸) کسی بھی موقع پر جھوٹی روایات اور غلط نعتیہ اشعار پڑھنا۔

(۲۹) بروج، ستاروں یا سیاروں کو مستقل کی خبروں کے حصول کا ذریعہ سمجھنا۔

(۳۰) چوتھائی سر کا مسح کرتے ہوئے گردن کے سامنے والے حصے کا مسح کرنا۔

یہ تمام بدعتِ سیئہ یعنی بری بدعتیں ہیں ان کاموں سے مسلمانوں کو بچنا چاہئے کیونکہ اس کے ارتکاب سے بندہ بدعتی اور حرام کا مرتکب ہوتا ہے۔

فیصلہ عوام کرے

ہم نے احادیث اور علمائے اُمت کے اقوال کی روشنی میں بدعتِ حسنہ اور بدعتِ سیئہ کی تعریف، توجیح اور فرق کو واضح کیا تاکہ مسلمانوں میں انتشار نہ پھیلے، فرقہ واریت پروان نہ چڑھے، لوگ گمراہی سے بچ جائیں کیونکہ شرعی اصول نظر انداز کر کے من پسند افکار و معمولات کو شرک و بدعت قرار دینے سے معاشرے میں فرقہ واریت، تعصب اور منافقانہ انداز کی جو فکر پروان چڑھ رہی ہے وہ ہر درد مند مسلمان کیلئے افسوس ناک بھی ہے اور اتحادِ اُمت کی راہ میں بھی بڑی رکاوٹ بھی ہے۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ ہم از خود اس غیر اصولی اور منافقانہ طرزِ فکر کو تبدیل کرنے کی مخلصانہ کوششیں کریں تاکہ علمی سطح پر اسلام کے خلاف تشکیل کردہ غیر منصفانہ پالیسیوں اور متعصبانہ رویوں کا یکجہتی سے مقابلہ کرنے کی راہ ہموار ہو سکے۔

مگر افسوس کہ دیوبندی اور اہلحدیث مکتبہ فکر کے لوگ اکثر و بیشتر پمفلٹ اور کتب کی صورت میں لوگوں میں انتشار پھیلاتے ہیں ہر دو چار مہینے کے بعد فری لٹرچر فقط اس لئے تقسیم ہوتا ہے کہ مسلمانوں کو شرک اور بدعتی قرار دیا جائے، اُن کے نزدیک بدعتِ حسنہ اور بدعتِ سیئہ کا کوئی تصور نہیں وہ فقط بری بدعت کو ہی تسلیم کرتے ہیں لہذا اب کتاب کے آخر میں دیوبندی اور اہلحدیث مکتبہ فکر کے کارناموں کو آپ کے سامنے پیش کیا جا رہا ہے جو کہ ثبوت کے ساتھ ہیں باقاعدہ سر عام اور اخبارات کی بھی خبر بنتے ہیں عوام فیصلہ کریں کہ اہلسنت کے کاموں پر شرک و بدعت کا فتویٰ لگانے والے اپنے ہی گھروں کو آگ لگا چکے ہیں بے چارے اُمتِ مسلمہ کو شرک و بدعتی کہتے کہتے خود ہی اس آگ میں جل گئے۔

اللہ تعالیٰ مسلمانوں کی جان و مال، عزت و آبرو بالخصوص عقیدے و ایمان کی حفاظت فرمائے

اور مسلمانوں کو اس کتاب سے بھرپور فائدہ اُٹھانے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

فقط والسلام

الفقیر محمد شہزاد قادری ترائی

فیصلہ

عقائدِ اہلسنت پر شرک و بدعت کے فتوے لگانے والے دیوبندی اور اہل حدیث خود کیا کر رہے ہیں؟

﴿ فیصلہ آپ کریں! ﴾

کیا یہ افعال قرآن و سنت سے ثابت ہیں؟

فقط بدعتِ سیئہ کا نعرہ لگانے والے اپنے کارناموں کو قرآن و سنت سے ثابت کریں

یا پھر بدعتی اور مشرک ہونے کیلئے تیار ہو جائیں۔

دیوبندی مفتی نے ایصال ثواب کیلئے قربانی جائز قرار دے دی



16 تا 22 شوال 1421ھ بمطابق 12 تا 18 جنوری 2001ء

ہفت روزہ ایصال کراچی

منشی صلاح مسعود کاروری

ایصال ثواب کیلئے قربانی

س: میرے والدین فوت ہو چکے ہیں تو میں ان کے ایصال ثواب کیلئے قربانی کرنا چاہتا ہوں تو کر سکتا ہوں؟ نامہ جمال لطیف آباد سندھ

ج: مرحوم والدین کے ایصال ثواب کیلئے قربانی کرنا جائز ہے جیسے کہ آنحضرت ﷺ نے اپنے ہاتھوں سے مینڈے کی قربانی کر کے فرمایا اے اللہ یہ میری امت کی طرف سے ہے۔

سوال: نذر و نیاز کو حرام کہنے والے دیوبندی مفتی نے ایصال ثواب کے لئے قربانی کو جائز قرار دے دیا۔ ہم اہلسنت بھی تو اسی طرح قربانی کرتے ہیں کہ قربانی اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں پیش کرتے ہیں۔ پھر اس کا ثواب اولیاء اللہ رحمہم اللہ کو پیش کر دیتے ہیں۔ ہمارا سوال یہ ہے کہ جب ایصال ثواب کی قربانی جائز ہے تو اہلسنت پر حرام کا فتویٰ کیوں؟

ایام اولیاء اللہ کو بدعت کہنے والے یوم القدس منانے کا ثبوت پیش کریں؟



جماعت اسلامی کے زیر اہتمام یوم القدس پر احتجاجی اجتماع سے اس وقت کھڑے ہو رہے ہیں۔ (پیش قدمی) مخالف مسلمانوں نے عمارت کے قریب سے

سوال: اولیاء اللہ رحمہم اللہ کے ایام کو بدعت کہنے والے یوم القدس منانے کا ثبوت قرآن و سنت سے پیش کریں۔ اگر وہ ثابت نہ کر پائے تو بدعت کا فتویٰ انہی پر لوٹ جائے گا؟

سوئم میں قرآن خوانی کو بدعت کہنے والے خود قرآن خوانی کر رہے ہیں

روزنامہ ریاست کراچی 7 12 اکتوبر 2004

ریاست کراچی

بنوری ٹاؤن میں مفتی جمیل اور نذیر تونسوی کیلئے قرآن خوانی

7 ہزار سے زائد افراد کی شرکت ایصال ثواب کے لئے خصوصی دعا

مولائی، مولانا سلیمان بنوری، مولانا خورشید الحق قاضی، مولانا نور الہدیٰ، مولانا سعید احمد جلال پوری، مفتی خالد محمود قاری، شیر افضل قاری، محمد عثمان، مولانا سید مراد اللہ شاہ، مولانا عزیز الرحمن رحمانی، مولانا محمد شریف ہزاروی، مولانا اقبال اللہ، قاری فیض اللہ، چترالی، مولانا شبیر احمد خان، قاری عتیق الرحمن، قاری محمد ابراہیم، حامد علوم اسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن کے تمام اساتذہ، ختم نبوت راج گروپ کے اراکین، اقرار و خدمتہ الالطفال کے اساتذہ سمیت ایک ماسٹا انعام سے کے مطابق سات ہزار سے زائد افراد موجود تھے۔

کراچی (پ ر) عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی رہنماؤں مفتی محمد جمیل اور مولانا نذیر احمد تونسوی کے ایصال ثواب کے لئے بنوری ٹاؤن میں صبح گیارہ بجے قرآن خوانی ہوئی اس موقع پر مولانا عزیز الرحمن جالندھری، ڈاکٹر سعید المذاق اسکندرنے سات ہزار سے زائد شرکا سے خطاب کرتے ہوئے مفتی محمد جمیل خان اور مولانا نذیر احمد تونسوی کی خدمات کو زبردست خراج تحسین پیش کیا بعد ازاں شہداء کے لئے ہفتی درہفت کی دعا کی گئی اس موقع پر مفتی محمد جمیل خان کے برادران عبدالرزاق خان، محمد صالح، عبدالہادی، عبدالغفور، برادر شعیب مفتی رحیل حسین کا، علامہ ممتاز طلحہ، کرام قاری سعید الرحمن، مولانا احمد الحرم

سوال: دیوبندیوں کے مرکز بنوری ٹاؤن میں مفتی جمیل اور نذیر تونسوی کے لئے قرآن خوانی کی گئی۔ اہلسنت پر بدعت کا فتویٰ لگانے والے اپنی اس مروجہ قرآن خوانی کو قرآن و سنت سے ثابت کریں؟

کیا صحابہ کرام نے کبھی عظمت ام المومنین کا نفرتس منائی؟

کراچی

ہفت روزہ

ضربِ مومن

پندرہ سالہ

شیخ الحدیث مولانا محمد عتیق الرحمن صاحب مدظلہ العالی دارالافتاء دارالعلوم دیوبند

شمارہ ۵۲

قیمت کے نیچے

۲۵ رمضان تا یکم شوال ۱۴۲۱ھ مطابق ۲۸ ستمبر تا ۲۸ اکتوبر ۲۰۰۰ء

جلد ۴

دین و شریعت کا ایک اخص ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے ذریعے امت کو ملتا ہے،
درمومن سورت و عمت ام المومنین کا نظریہ سے عرض کیا گیا

کا لکھنے سے اعقاب کر کے ہر مسلمان نے کہا کہ اگر میں
سے ۱۸۶۳ء تا ۱۹۱۶ء تک دارالافتاء دارالعلوم دیوبند
میں رہنے کی ساری ساری عمارتوں میں سے کراہے لگا کر کہہ

کہا کرتے ہیں کہ یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ہیں،
شریعت کا ایک خاصہ ام المومنین حضرت عائشہ رضی
اللہ تعالیٰ عنہا کے درجہ سے کہہ سکتے ہیں کہ وہ دارالافتاء
میں رہنے سے لگے ہیں۔ میں نے کہا کہ یہ تو ایک
تفسیر کا مقام ہے نہ کہ لکھنے کا مقام۔ ہاں انہوں نے فرمایا
کہ انہوں نے ۱۸۶۳ء تا ۱۹۱۶ء تک دارالافتاء دارالعلوم دیوبند
میں رہنے کے لیے رہا تھا، ہاں انہوں نے فرمایا کہ وہ دارالافتاء
میں رہنے کے لیے رہا تھا، ہاں انہوں نے فرمایا کہ وہ دارالافتاء

سوال: سرکارِ اعظم ﷺ کے یوم کو بدعت کہنے والے سرکارِ اعظم ﷺ کی
زوجہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا یوم منار ہے ہیں؟
کیا صحابہ کرام علیہم الرضوان نے کبھی ام المومنین کا نفرتس کا انعقاد کیا؟

اولیاء اللہ کی شان میں منقبت کو بدعت قرار دینے والے

ضربِ ہون

کچائی

شعبہ اولیاء اللہ کی شان میں منقبت کو بدعت قرار دینے والے

30-31-32-33-34-35-36-37-38-39-40-41-42-43-44-45-46-47-48-49-50-51-52-53-54-55-56-57-58-59-60-61-62-63-64-65-66-67-68-69-70-71-72-73-74-75-76-77-78-79-80-81-82-83-84-85-86-87-88-89-90-91-92-93-94-95-96-97-98-99-100

جلد 5

میرے دل میں ہے عقیدت حضرت مسعود کی

چار سو پچاسی ہے شہرت حضرت مسعود کی
میری آنکھوں میں ہے موت حضرت مسعود کی
اللہ انہ شانِ عظمت حضرت مسعود کی
زبد و تقویٰ اور ریاضت حضرت مسعود کی
صاف ظاہر ہے لیاقت حضرت مسعود کی
اس قدر ہے نیک شہرت حضرت مسعود کی
میرے دل میں ہے عقیدت حضرت مسعود کی
محققین سہتے ہیں حضرت خندہ پیشانی کے ساتھ
مستحق ہیں اب ہمارے پیش کے پرچم کے
عام کرنے کے لیے دنیا میں چیتاں چھاؤ
بن گیا مردِ مہذب احمد مردِ مومن وہ جوان
قد سے ہندو کی ریت نے کس طرح چھڑا دیا
خمر پر شائبہ ہے عذابت حضرت مسعود کی

آج پر ہے آج قیمت حضرت مسعود کی
میرے دل میں ہے محبت حضرت مسعود کی
ہر زبان کرتی ہے مدحت حضرت مسعود کی
کس قدر ہے خوب سیرت حضرت مسعود کی
کتنی اچھی ہے قیادت حضرت مسعود کی
آج گردیدہ ہے غفلت حضرت مسعود کی
اس لیے کرتا ہوں مدحت حضرت مسعود کی
دیدنی ہے استقامت حضرت مسعود کی
رنگ لے آئی ہے عزت حضرت مسعود کی
ہے زلزلے کو ضرورت حضرت مسعود کی
جس کو بھی حاصل ہے قربت حضرت مسعود کی
دیکھ لی ڈنسیا نے عظمت حضرت مسعود کی
خیر کو بھی حاصل ہے نسبت حضرت مسعود کی

میں سے انعام دے دی ایک ہر شخص کو یہ بات ہے مقابلہ کوئی کے لئے ارسال کی

سوال: اولیاء اللہ رحمہم اللہ کی شان میں منقبت لکھنے اور پڑھنے والوں پر بدعت اور ناجائز ہونے کا فتویٰ لگانے والے اپنے مولوی اعظم مسعود کی متقیوں اور قہیدے اپنے اخبارات میں شائع کر رہے ہیں اور اس نظم کو خصوصی انعام بھی دیا جا رہا ہے۔ ہمارا کہنا یہ ہے کہ کبھی میرے غوث اعظم رضی اللہ عنہ کی شان میں بھی منقبت شائع کر دی ہوتی؟

سعودی حکومت کو قومی دن پر مبارکباد



ہدیہ تہنیت

ہم خادموں الحرمین الشریفین ملت فہد بن عبدالعزیز
وہی عبدالعزیز بن سعود الامیر عبداللہ بن عبدالعزیز
ذیرفہد بن سعود الامیر سلطان بن عبدالعزیز حفظہم اللہ تعالیٰ
اور سعودی بھائیوں کو سعودیہ کے قومی دن پر جنگ کی مبارکباد
دیتے ہیں، ہم خلیج کے موجودہ بحسب ان میں سعودی حکومت کی
تائید و حمایت کا اعلان کرتے ہوئے تقدس و حفاظت حرمین شریفین
کا عہد کرتے ہیں اور دعا گو ہیں کہ اللہ تعالیٰ سعودی حکومت کی مدد اور
حفاظت فرمائے اور عالم اسلام کو مستقر و متفق کرے اور ہر جمہور کو
ہمیشہ بلند رکھے۔ آمین: عبدالرحمن سلفی

امیر جماعت غریبہ اہل حدیث پاکستان
دہلی جامعہ مظاہرہ اسلامیہ کراچی اور فتنہ گراہٹ

سوال: غیر مقلدین اہلحدیث کے مولوی صاحب نے سعودی حکومت کو سعودی عرب
کے قومی دن کی مبارکباد دی۔ ہمارا سوال یہ ہے کہ سرکار اعظم ﷺ اور صحابہ کرام
سینکڑوں برس عرب شریف میں رہے۔ کبھی قومی دن منایا؟ کبھی کسی صحابی نے قومی
دن کی مبارکباد پیش کی؟ سلفی صاحب جواب دیں؟

سلفی صاحب کبھی سرکار اعظم ﷺ کے دن کی بھی مبارکباد دے دیا کرو؟

سر کا حلیہ کے یوم ولادت کو بدعت کہنے والے مودودی کا یوم ولادت منار ہے ہیں

اساس "راوی" ی

27 ستمبر 2003ء



اسلام آباد سید احمد الہی مودودی کے یوم ولادت کے سیمینار کے موقع پر فاروق لغاری شہداء احمد نورانی ہاتھ ملارہے ہیں

سوال: جماعت اسلامی کے زیر اہتمام جماعت اسلامی کے بانی مودودی کا سو سالہ یوم ولادت منایا گیا۔

ہمارا سوال یہ ہے کہ جماعت اسلامی اور مودودی مذہب کے نزدیک سرکار اعظم ﷺ کا یوم ولادت منانا بدعت ہے پھر مودودی کا سو سالہ جشن ولادت کیسے جائز ہو گیا؟

مزارات اولیاء کی مسامری کا فتویٰ دینوالے اپنے اکابر کے مزار کی مسامری پر سراپا احتجاج کیوں؟

مفتی رفیع عثمانی اور مفتی تقی عثمانی کے جنگ اخبار کو دیے گئے بیان کے مطابق اکابر دیوبند اشرف علی تھانوی کی قبر کی چند نامعلوم انتہاپسند ہندوؤں نے بے حرمتی کی قبر پر سر ہانے لگے کتبے کو اکھاڑ کر غائب کر دیا۔ قبر کی نشانی کو ختم کر کے احاطے کو مسمار کر دیا جس پر سینکڑوں دیوبندی علماء اور ہزاروں دیوبندیوں نے احتجاج کیا۔ دیوبندی مکتبہ فکر کے نزدیک قبر کو اونچا کرنا، کتبے اور قبے بنانا بدعت ہے اور ان کے علماء اور مفتیوں کے سینکڑوں فتاویٰ بھی تحریری ثبوت کے ساتھ ہمارے پاس ریکارڈ میں موجود ہیں۔ لہذا علمائے دیوبند کو انتہاپسند ہندوؤں کا مشکور ہونا چاہئے کہ انہوں نے اشرف علی تھانوی کی قبر کے کتبے کو اکھاڑ کر نشانی کو ختم کر کے علمائے دیوبند کو ان کے اپنے فتوے کی طرف متوجہ کیا ہے اور بتایا ہے کہ دیکھو جب تمہارے نزدیک انبیاء کرامؑ صحابہ کرامؓ اہل بیتؑ اطہار اور اولیاء کرام کے مزارات کو بلند بنانا ان پر کتبے اور قبے نصب کرنا بدعت ہے تو پھر اپنے مولوی صاحب کی قبر کو تھانہ بھون میں کیوں عظیم الشان طریقے سے بنا رکھی ہے یہ بھی بدعت تھی۔ اس کا بھی خاتمہ ضروری تھا۔ اشرف علی تھانوی کی قبر کی مسامری پر احتجاج کرنے والے سینکڑوں علمائے دیوبند اور عوام دیوبند ہمارے کچھ سوالات کے جوابات دیں۔

سوال: انبیاء کرامؑ علیہم السلام کے بعد اس کائنات کی سب سے افضل جماعت صحابہ کرامؓ علیہم الرضوان کی جماعت ہے جن کے مزارات سب سے زیادہ جنت المصطفیٰ (مکہ المکرمہ) اور جنت البقیع (مدینہ منورہ) میں ہیں جن کو کئی سال قبل سعودی حکومت نے بڑی بے دردی کے ساتھ بے حرمتی کرتے ہوئے مسمار کر دیا۔ اس وقت علمائے دیوبند اور عوام دیوبند نے احتجاج کیوں نہیں کیا؟ کیا تھانوی صاحب کا رجبہ صحابہ کرامؓ اور اہل بیتؑ سے بھی بڑھ کر ہے جو اس وقت احتجاج نہ کیا اور اب تھانوی صاحب کی قبر کی مسامری پر کیا گیا؟ بلکہ اس وقت جب صحابہ کرامؓ اور اہل بیتؑ اطہار کے مزارات کو مسمار کیا جا رہا تھا تو علمائے دیوبند نے سعودی حکومت کے اس کارنامے کو سراہا۔ کیا اب انتہاپسند ہندوؤں کے کارنامے پر ان کو فریاد حسین پیش نہیں کریں گے؟

سوال: ملک شام میں موجود کاتب وحی حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے مزار پر انوار کو ملک شام کی حکومت نے بڑی بے حرمتی کے ساتھ مسمار کیا گیا۔ اس وقت علمائے دیوبند اور عوام دیوبند نے احتجاج کیوں نہیں کیا؟

سوال: میدان بدر واحد میں صحابہ کرامؓ علیہم الرضوان کے مزارات کو بڑی بے دردی کے ساتھ مسمار کیا گیا۔ اس وقت سعودی حکومت سے علمائے دیوبند اور عوام دیوبند نے احتجاج کیوں نہیں کیا؟

سوال: عرب شریف کی سرزمین پر والدین مصطفیٰ ﷺ حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا کے مزار کو ابواء شریف میں اور حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کے مزار پر انوار کو بھی بڑی بے دردی کے ساتھ بے حرمتی کرتے ہوئے مسمار کیا گیا جو حال ہی کی بات ہے۔ اس وقت علمائے دیوبند اور عوام دیوبند نے احتجاج کیوں نہیں کیا؟

سوال: عراق کی سرزمین پر امریکی ظالم فوجیوں نے حال ہی میں بم برسائے جو کہ کئی مساجد اور مزارات اولیاء پر بھی گرے جس سے مساجد اور مزارات کی بے حرمتی ہوئی۔ اس وقت عراق میں موجود مزارات کی بے حرمتی کے خلاف علمائے دیوبند اور اکابر دیوبند نے احتجاج کیوں نہیں کیا؟

دارالعلوم دیوبند نے درود تاج پڑھنے کو جائز قرار دیا

جلد ۱۰۰

۴۸۹

نمبر ۱۰۰

۹ جولائی ۱۴۲۰ھ

محرم و محرم جناب قاری محمد رفیع صاحب دام برکاتہ

السلام علیہ و آلہ و سلمہ و رحمۃ اللہ علیہ۔ خدمت والا میں عرض ہے کہ ہم کاتب سے پہلے یہ سب ہیں لیکن مذہبی تعلیم کم ہونے کی وجہ سے بعض اوقات ہم کو بڑی الجھن ہو جاتی ہے یہی ایک عالم صاحب فرماتے ہیں۔ پانچوں وقت کی نماز پڑھا کر دو اور پانچ وقت کی نماز کے بعد درود تاج پڑھ لیا کر دو۔ ہم دوسرے عالم صاحب کے پاس گئے تو انہوں نے فرمایا درود تاج کا پڑھنا تقبی منع ہے۔ اور اس کا پڑھنے والے مشرک کا کر ہے۔ حرام ہے۔ خدا را ہم کو آپ ایسی تحقیق سے مستفید فرما کر ہم پر احسان عظیم کریں۔

بیکاماجہ محمد اسحاق بازاری حوالہ داد لینڈ

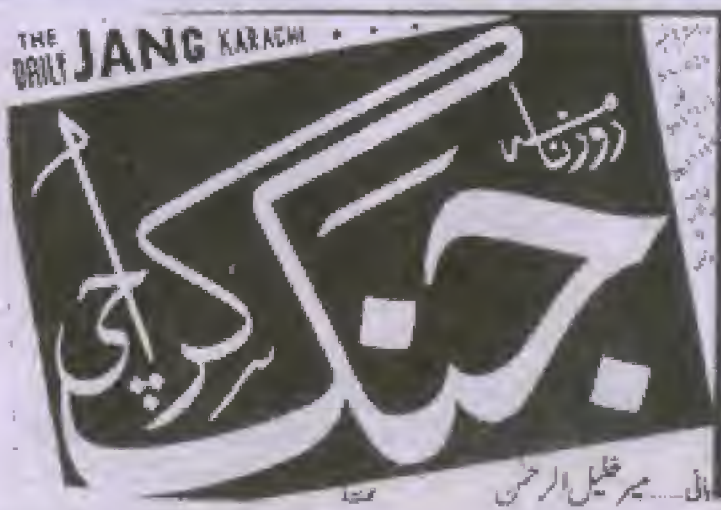
الجواب

درود تاج کا پڑھنا جائز ہے۔ حرام کہنے والے کا قول غلط ہے

مسعود احمد عثمانی نائب مفتی
(دارالعلوم دیوبند)



کیا کبھی سر کا حلیہ ﷺ یا صحابہ کرام نے یوم بیت المقدس منایا؟



بیت المقدس کی آزادی تک جدوجہد جاری رہے گی، عبد اللہ فاروقی

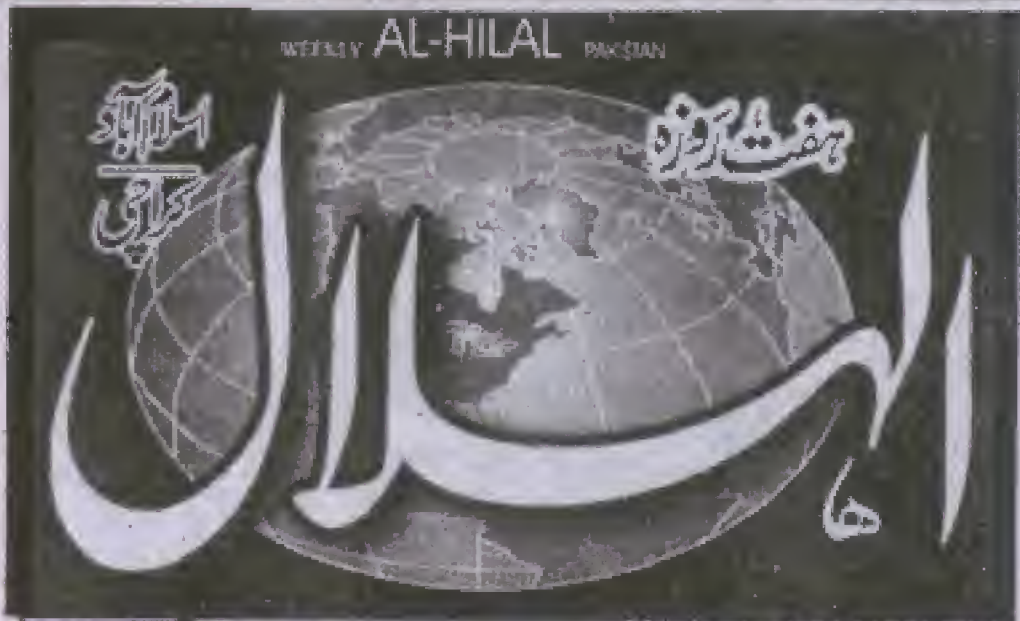
جماعت احمدیہ کے گزیرا ہتمام ”ہم آوازِ نبوی بیت المقدس“ کا نذر خدمتِ امریکا ”مناہجہ“

[illegible][illegible]

سوال: ہمارا اہلحدیث حضرات سے صرف اتنا سوال ہے کہ کیا یوم بیت المقدس منانا قرآن و سنت سے ثابت ہے؟ کیا کبھی سرکار اعظم رحمۃ اللہ علیہ یا صحابہ کرام علیہم الرضوان نے یوم بیت المقدس منایا؟

افسوس ہے آپ لوگوں پر کہ یوم بیت المقدس مناتے ہو مگر یوم رسول ﷺ اور ایام اولیاء نہیں مناتے۔

جشن میلاد کو بدعت کہنے والے جشن دارالعلوم دیوبند کا ثبوت دیں؟



جلد نمبر 3

25 رمضان تا 9 شوال 1421ھ بمطابق 22 دسمبر تا 4 جنوری 2001ء

جلد نمبر 3

دارالعلوم دیوبند کانفرنس کے دعوت ناموں کا اجراء

ملک بھر کی تمام دینی شخصیات دینی مدارس کے منتظمین حضرات کو دعوت نامے ارسال کر دیئے گئے
شہداء بالا کوٹ سے لیکر تاحال علماء دیوبند کے عظیم کارناموں سے عوام کو روشناس کرانا کانفرنس کا مقصد ہے

شتم قرآن کی تقاریب اور معتقین اپنی دہاؤں میں کانفرنس کیلئے دعا کریں مولانا گل نصیب خان

ہوں (چشید خان سولہوی سے) جمعیت علماء اسلام
سویہ سرحد کے کے ناظم اعلیٰ مولانا گل نصیب خان نے صوبہ
سرحد کے تمام اضلاع کو ہدایات جاری کرتے ہوئے کہا ہے
بیت نمبر 22 صفحہ 1

سعودی مفتی نے تبلیغی جماعت کو بدعت قرار دیا



سعودی مکتفی صاحب کی کتاب کے تألیف کی یہ فہرست کاپی "مذکورہ" میں ہے۔
 نے لکھا ہے کہ میرے ہاتھ میں جو کچھ ہے، میں اس کا تصفیہ کرنے میں لگا ہوا ہوں۔
 نظر سے عجیب و غریب ہے، حال ہی میں اس کے تصنیف نے مجھے اور دینیوں کے
 دین قائم کرنے کی کتاب میں، تمام جماعت کے تصنیف، عقیدہ ہوا و افکار ہوا
 و مشائخہ، جس میں تفسیری جماعت کے عقائد، اہل انکار و فاسد کا شدید رد کیا ہے۔
 نیز شیخ محمد عبدالرحیم نے بھی اپنے فتویٰ میں تصریح کی ہے کہ تفسیری جماعت
 میں کوئی چیز نہیں ہے، بلکہ یہ صرف وہی ہے جو "سعودی مکتفی صاحب" نے لکھا ہے۔
 کہ تفسیری جماعت صرف وہی ہے جو "سعودی مکتفی صاحب" نے لکھا ہے۔
 مگر یہی تفسیری جماعت، شریف، نقی، خاندانی، دیوبندی کے لئے کچھ ہے۔

نوٹ: ایسی ہی حالتوں کے سبب جان و مال کو نقصان پہنچنے سے پہلے دیکھنا کہ تعلیم ضروری ہے۔

سوال: سعودی مفتی نے کہا کہ دیوبندیوں کی تبلیغی جماعت مولوی الیاس کاندھلوی کی بدعت ہے۔ کیونکہ سرکار اعظم رحمۃ اللہ علیہ اور عہد صحابہ کرام علیہم السلام رضوان میں تبلیغی جماعت نہ تھی۔

ہمارا کہنا یہ ہے کہ اگر دیوبندی سچے ہیں تو تبلیغی جماعت کو شرعی ثابت کریں؟

مزارات اولیاء کی مسماری کا فتویٰ دینیوالے اپنے اکابر کے مزار کی مسماری پر سراپا احتجاج کیوں؟

THE ONLY JANG KARACHI

روزنامہ جنگ

جنگ کراچی

میر ظہیر الرحمن

FRIDAY DECEMBER 19, 2006

جلد 70

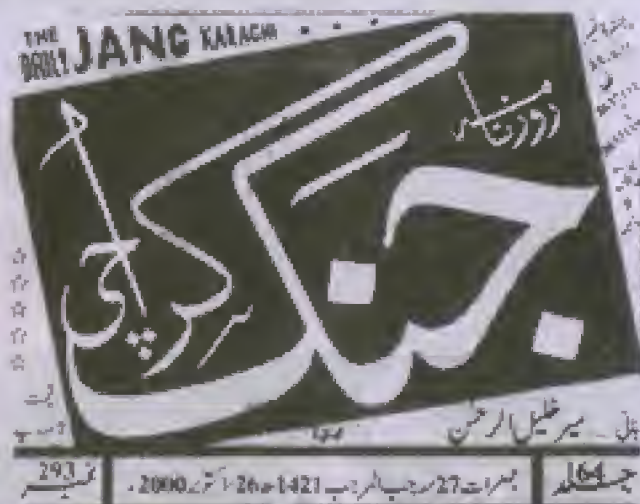
شکل 27

تقدیم 1427ھ

19 دسمبر 2006ء

نمبر 345

کیا کبھی صحابہ کرام علیہم الرضوان نے الہمدیث کانفرنس منعقد کی؟



ملتان میں الہمدیث کانفرنس آج شروع ہوگی
 ملتان (اے این این) ملتان میں الہمدیثوں کی دوروزہ
 21 روڈیں آل پاکستان الہمدیث کانفرنس جمعرات 26 اکتوبر کو
 ہوگی جس میں امام کعبہ الشیخ الصالح الحمید اور امام مسجد نبوی الشیخ
 عبدالحسن القاسم سمیت عالم اسلام کی ممتاز شخصیات شرکت کے
 لیے جمعرات کو ملتان پہنچیں گی، کانفرنس کی صدارت مرکزی
 جمعیت الہمدیث کے امیر پروفیسر ساجد میر کریں گے۔

سوال: الہمدیث حضرات جو ہر بات میں عہد رسالت اور عہد صحابہ کرام کی دلیل
 مانگتے ہیں آج وہ جواب دیں کہ یہ ہر سال الہمدیث کانفرنس دن اور وقت مقرر
 کر کے منعقد کرتے ہیں۔ کیا یہ کسی صحابی سے ثابت ہے؟

اکابر دیوبند کے پختہ اور کتبہ والے مزارات

سوال: زیر نظر تصویر میں اکابر دیوبند کے مزارات پر کتبہ اور قرآنی آیات تحریر ہیں۔ ہمارا سوال یہ ہے کہ مزارات اولیاء پر ناجائز اور حرام کا فتویٰ لگانے والے اپنے اکابرین کے مزارات کا صحیح ہونا قرآن و سنت سے ثابت کریں ورنہ مسمار کریں؟

کراچی

پندرہ روزہ

ضربوں

بند بھاء

شیخ الاسلام مولانا محمد رفیع صاحب مدظلہ العالی دارالافتاء دارالعلوم دیوبند

جلد 5

18 تا 24 محرم 1422ھ مطابق 13 تا 19 اپریل 2001ء

قیمت 7 روپے

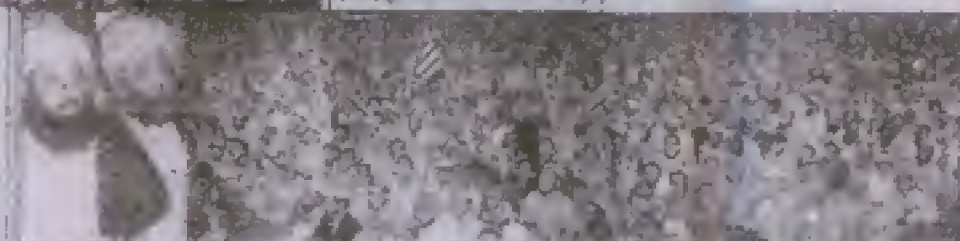
شمارہ 16



اس محلہ میں حضرت علامہ مولانا محمد رفیع صاحب مدظلہ العالی دارالافتاء دارالعلوم دیوبند کے مزار پر کتبہ اور قرآنی آیات تحریر ہیں۔ ہمارا سوال یہ ہے کہ مزارات اولیاء پر ناجائز اور حرام کا فتویٰ لگانے والے اپنے اکابرین کے مزارات کا صحیح ہونا قرآن و سنت سے ثابت کریں ورنہ مسمار کریں؟

اولیاء اللہ کے ایام کو بدعت کہنے والے مفتی محمود کا دن منانے کا ثبوت دیں؟

سوال: اولیاء اللہ رحمہم اللہ کے ایام کو بدعت کہنے والے دیوبندی مولوی اپنے مفتی محمود کا اس قدر شایان شان طریقے سے دن منانے کا ثبوت دیں، کیا کبھی نبی یا صحابی نے اس طرح دن منایا؟



کراچی گورنمنٹ ہائی اسکول، کراچی میں کنگز کے 10 ویں سال کے طلبہ اور اساتذہ کی ایک تصویر

پاکستان میں علماء اور دینی مدارس کی خلاف فضا بنائی جا رہی ہے

”مفتی محمود کنگز“ سے ملنے والی شاعری، مولانا محمد اسلم خان، مدیر انجمن اسلامیہ، کراچی کے خطاب
کراچی (10 ستمبر)۔ کراچی کے ایک مدرسے میں کنگز کے 10 ویں سال کے طلبہ اور اساتذہ کی ایک تصویر
کراچی (10 ستمبر)۔ کراچی کے ایک مدرسے میں کنگز کے 10 ویں سال کے طلبہ اور اساتذہ کی ایک تصویر

سیرت النبی کا نفرنس کا ثبوت کیا ہے؟

سوال: مودودی کی جماعت اسلامی کے نائب امیر پروفیسر غفور یہ اقرار کر رہے ہیں کہ عید میلاد النبی ﷺ ہم بھی مناتے ہیں اور وہ سیرت النبی ﷺ کا نفرنس میں یہ بات کر رہے ہیں۔

ہمارا سوال یہ ہے کہ جب آپ بھی میلاد النبی مناتے ہیں تو جلسے کا نام سیرت النبی کا نفرنس کیوں رکھا؟

دوسرا سوال یہ ہے کہ جب (معاذ اللہ) میلاد النبی منانا درست نہیں ہے تو سیرت النبی کا نفرنس کا انعقاد کس حدیث سے ثابت ہے؟

Daily QAUMI AKHBAAR Karachi

روزنامہ قومی اخبار کراچی

جلد نمبر ۲ پیر ۲۱ مئی ۱۴۴۰ھ ۲۳ اکتوبر ۲۰۱۹ء قیمت ڈیڑھ روپیہ شمارہ ۸

عید میلاد النبیؐ ہم بھی منستے ہیں یہ پروفیسر غفور احمد

نیکو کاروں کا شہر اسلام ہے اور اس وقت ہمارا شہر اسلام کے لیے سب سے نیکو شہر

اسلام آباد، ۲۰ مئی (پریس ریلیٹر)۔ پروفیسر غفور احمد، نائب امیر جماعت اسلامی، نے کہا کہ عید میلاد النبیؐ ہم بھی مناتے ہیں اور وہ سیرت النبیؐ کا نفرنس میں یہ بات کر رہے ہیں۔

پروفیسر غفور احمد نے کہا کہ عید میلاد النبیؐ ہم بھی مناتے ہیں اور وہ سیرت النبیؐ کا نفرنس میں یہ بات کر رہے ہیں۔

پروفیسر غفور احمد نے کہا کہ عید میلاد النبیؐ ہم بھی مناتے ہیں اور وہ سیرت النبیؐ کا نفرنس میں یہ بات کر رہے ہیں۔

پروفیسر غفور احمد نے کہا کہ عید میلاد النبیؐ ہم بھی مناتے ہیں اور وہ سیرت النبیؐ کا نفرنس میں یہ بات کر رہے ہیں۔

پروفیسر غفور احمد نے کہا کہ عید میلاد النبیؐ ہم بھی مناتے ہیں اور وہ سیرت النبیؐ کا نفرنس میں یہ بات کر رہے ہیں۔

پروفیسر غفور احمد نے کہا کہ عید میلاد النبیؐ ہم بھی مناتے ہیں اور وہ سیرت النبیؐ کا نفرنس میں یہ بات کر رہے ہیں۔

شعارِ اللہ کو مٹانے والے دارالعلوم دیوبند کے درخت کو کیوں نہیں کاٹتے؟

سوال: اللہ تعالیٰ کے نیک بندوں کی نشانیوں کو جڑ سے ختم کرنے کے فتوے دینے والے دیوبندی مولوی اپنے مرکزی دارالعلوم دیوبند (ہندوستان) میں ڈیڑھ سو سال سے نشانی کے طور پر موجودہ درخت کو کیوں نہیں کاٹتے کیا یہ شرک نہیں؟



امام کا درخت جس
کے سائے میں ایک
استاذ "مولا محمود" اور
ایک شاگرد "محمود
حسن" نے تعلیم کا
آغاز کر کے
دارالعلوم دیوبند کی
ابتداء کی۔ ڈیڑھ سو
سال سے زائد عمر کا
یہ درخت دارالعلوم
کے حسین ماضی کا
عینی گواہ ہے۔



مزارات اولیاء پر جانا شرک مگر اکابر دیوبند کے مزارات پر جاؤ

علماء دیوبند کہ مزارات کہاں ہیں ہم چند درست جانا چاہتے ہیں مگر اگر آپ ہمیں بتائیں مزارات کہاں ہیں مگر ایک مسجد سے پتا چلی ہے اس لیے سو رہا دل میں مشق پیدا ہوا ہے کہ آپ بتائیں تاکہ ہم وہاں تک کہ مزارات کی زیارت کر سکیں۔

راہنہ کراچی۔

الحمد للہ

ایس کوئی خاص جگہ جہاں پوراں حضرات کے مزارات وغیرہ ہوں
مجھے معلوم نہیں البتہ جس علاقہ میں وہاں کے اعلیٰ علم رجحلت فرمایا گئے ہیں ان
کی قبریں وہاں ضرور موجود ہیں ان پر حاضرین دعا چاہ سکتے ہیں جیسے انڈیا
کے بزرگوں کا انڈیا میں اور پاکستان کا بزرگوں کا پاکستان میں مثلاً حضرت
مفتی محمد شفیع، قاضی عبدالرحمن عارف، مولانا سید محمد صاحب و فیروز کی قبریں
دارالعلوم کوئٹہ میں مولانا سید یوسف بنوری صاحب کی بنوری ٹاؤن میں کراچی
میں احمد مولانا غیر محمد صاحب کی قبر مبارک و غیرہ اہل حق و سلفین میں ہے۔

واللہ اعلم بالصواب

ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ

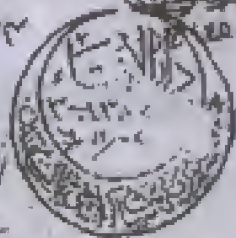
دارالافتاء جامعہ دیوبند کراچی

۱۳ شعبان العظم ۱۴۲۸ھ

الحمد للہ

دارالافتاء جامعہ دیوبند کراچی

۱۳ شعبان العظم ۱۴۲۸ھ



ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ

۱۳ شعبان العظم ۱۴۲۸ھ

سوال: ہمارا سوال دیوبندی علماء سے یہ ہے کہ اولیاء اللہ رحمہم اللہ
کے مزارات پر جانا آپ کے نزدیک شرک ہے تو پھر اکابر دیوبند
کے مزارات کی زیارت کیسے جائز ہوگی؟ آپ لوگوں کو تو سائل کو
جواب دینا چاہئے کہ میاں تم شرک کا پتہ پوچھ رہے ہو مگر افسوس کہ
آپ نے پتہ بھی بتایا۔

مفتی محمود کی داتا دربار پر حاضری اور لنگر کی تقسیم

سوال: زیر نظر تصویر میں مفتی محمود صاحب داتا دربار پر حاضری دے کر وہاں حلوہ اور نان تقسیم کر رہے ہیں، اور فاتحہ پڑھ رہے ہیں۔ ہمارا سوال یہ ہے کہ جب آپ مزارات پر جاسکتے ہیں تو پھر اہلسنت کے مزارات پر جا کر فاتحہ پڑھنے کو کیوں شرک قرار دیتے ہیں؟



جمعہ ۱۴ جمادی الثانی ۱۲۸۵ھ

[illegible][illegible]

دیوبندی اکابر کی پکی قبر

سوال: اولیاء اللہ رحمہم اللہ کے مزارات پر اعتراض اور بدعت کا فتویٰ لگانے والے دیوبندی مولوی اپنے اکابر مولوی اسماعیل کی اتنی پکی قبر کیوں بنائے بیٹھے ہیں۔ لہذا وہ اپنے فتوے پر عمل کرتے ہوئے اس قبر کو مسمار کر دیں یا اپنا فتویٰ واپس لے لیں؟

کراچی

ضربہاں

بہارِ نبوی

پیشہ

شیخ الاسلام مولانا محمد رفیع الرحمن صاحب دہلی دارالافتاء دارالعلوم دیوبند

جلد 5

صفحہ 20

جلد 5، 23 تا 27 صفحہ 1422، مطابق 17 تا 19 مئی 2001ء

واقعہ میں ۱۴۲۰
سید احمد شہید کے بریل
حضرت مولانا شاہ
امام شہید رحمہ اللہ کا
حزب مبارک۔ حضرت
شاہ ۱۰۰ سال شہید لے
الہ آباد میں رہے۔ دست
و بازو کی نہ ہر طرف نہیں
دین کی سرپرستی کی
خاطر اعلیٰ اسلام
کے ساتھ جہاد میں
سرگرم رہے۔ انکے
کے پیڑوں کے سامنے
میں واقع حضرت شاہ
صاحب کی قبر مبارک
میں کی اس عظیم جہادی
تحریک کی یاد دہانی ہے
بس کیلئے ان پاکیزہ
پیشانیوں نے اپنی جانوں
کے نذرانے پیش کیے۔



اولیاء اللہ کے ایام کو بدعت کہنے والے مفتی محمود کا دن منانے کا ثبوت دیں؟

سوال: اولیاء اللہ رحمہم اللہ کے ایام کو بدعت کہنے والے دیوبندی
مولوی اپنے مفتی محمود کا اس قدر شایان شان سے دن منانے کا
ثبوت دیں، کیا کبھی نبی یا صحابی نے اس طرح دن منایا؟



کراچی: مفتی ذوالفقار علی خان صاحب مدظلہ العالی نے 27 ستمبر 2000ء کو سرکاری طور پر ایک تقریب منعقد کی۔

پاکستان میں علماء اور دینی مدارس کی مختلف فضا بنائی جا رہی ہے

”مفتی محمد لاٹیف“ سے مفتی حاضری مولانا سلیمان علیہ السلام کی سوانح مولانا محمد سعید اور دیگر علماء
کراچی: مولانا محمد لاٹیف صاحب مدظلہ العالی نے 27 ستمبر 2000ء کو سرکاری طور پر ایک تقریب منعقد کی۔
پیشہ ورانہ طور پر مولانا محمد لاٹیف صاحب مدظلہ العالی نے 27 ستمبر 2000ء کو سرکاری طور پر ایک تقریب منعقد کی۔

اکابر دیوبند کے پختہ اور کتبہ والے مزارات

ضربوں

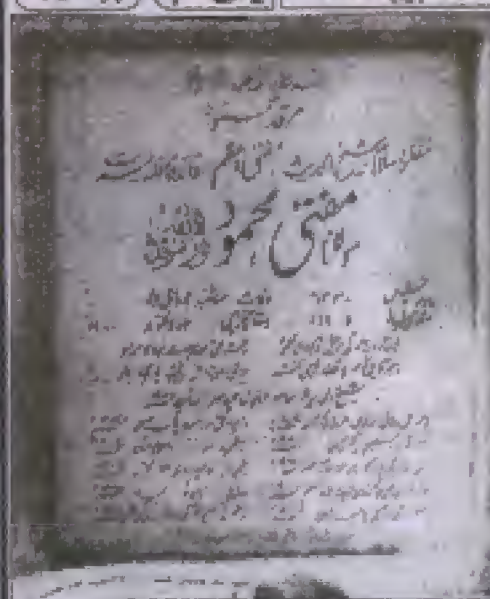
کراچی

ہفت روزہ

پندرہ

شیخ الاسلام مولانا محمد رفیع عثمانی صاحب مدظلہ العالی کی تحریر اور شریعت اسلامیہ کے احکامات کے تحت جاری کیا گیا ہے۔

جلد 5 18 تا 24 مئی 1422ھ مطابق 13 تا 19 اپریل 2001ء قیمت 7 روپے شمار 16



میلا دالنبی ﷺ کا نفرنس میں علمائے دیوبند کی شرکت

سوال: جب جشن عید میلا دالنبی منانا دیوبندیوں کے نزدیک بدعت ہے تو پھر دیوبندی عالم مولوی احترام الحق تھانوی نے محفل میلا دالنبی میں شرکت کر کے خطاب کیوں کیا؟

کیا اب مولوی احترام الحق تھانوی بھی دیوبندیوں کے فتوے کے مطابق بدعتی ہو گئے؟

پاکستان کے سب سے بڑے روزنامہ

ABC CERTIFIED

THE DAILY JANG KARACHI

روزنامہ جنگ

جنگ

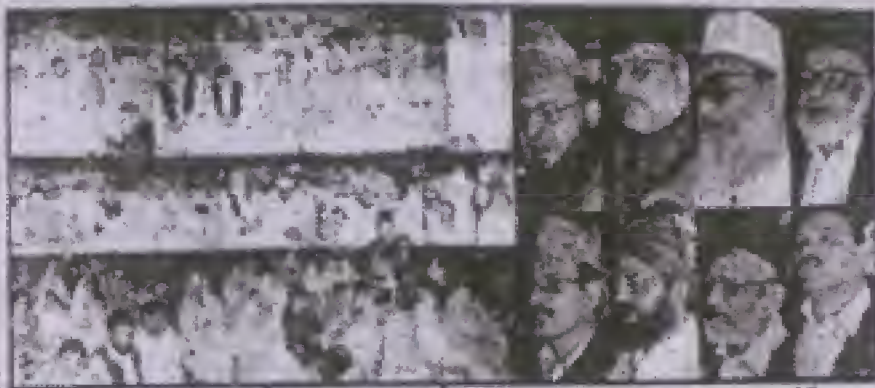
پانی میر ظلیل الرحمن

TUESDAY MAY 28, 2002

جلد 66

شکل 15 تاریخ الاول 1423ھ 28 مئی 2002ء

نمبر 144



میدانِ اجماع: پاکستان اسلام آباد کی محفلِ میلاد سے علماءِ سعادت علی قادری، علامہ عباس علی، مولانا احترام الحق تھانوی، الحاج فیصلہ بن، پروفیسر قوام احمد زلی، قاری رضا المصطفیٰ اعظمی، پروفیسر خان، مولانا امداد الحق، رسول خطاب کرتے ہیں (جنگ ٹی وی)